ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

36

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

مسلسل اشاعت کا
31 واں سال

تنظیم اسلامی کا ترجمان

23 تا 29 صفر المظفر 1444ھ/20 تا 26 ستمبر 2022ء

قرآن کی تکذیبِ عملی

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ؕ﴾ (الجمعہ:5)

’’بُری ہے مثال اُس قوم کی جنہوں نے آیاتِ الٰہی کو جھٹلایا۔‘‘

یہاں لفظ ’’تکذیب‘‘ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ تکذیب قول سے بھی ہوسکتی ہے اور عمل سے بھی۔ یعنی تکذیب باللسان بھی ہوسکتی ہے اور بالحال بھی۔ یہ بھی تکذیب ہی کی ایک صورت ہوتی اگر بنی اسرائیل زبان سے صاف کہہ دیتے کہ تورات اللہ کی کتاب نہیں ہے، لیکن تاریخ کی گواہی یہ ہے کہ بنی اسرائیل نے اس معنی میں تورات کی تکذیب کبھی نہیں کی۔ ہاں تکذیب عملی کے وہ ضرور مرتکب ہوئے۔ وہ تکذیب عملی کہ جس کا نقشہ بدقسمتی سے آج امت مسلمہ پیش کر رہی ہے کہ بجائے قرآن کو اپنا پیشوا، رہنما اور مشعلِ راہ بنانے کے امت کی عظیم اکثریت نے اسے طاق نسیاں پر رکھ چھوڑا ہے۔ قرآن نے اس طرزِ عمل کو تکذیب کے لفظ سے موسوم کیا ہے: ﴿بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ؕ﴾ یہ اللہ کی آیات کی تکذیب نہیں تو اور کیا ہے! زبان سے چاہے قرآن مجید پر کتنا ہی ایمان کا دعویٰ کیا جائے، اگر قرآن مجید کو ہم نے اپنا امام نہیں بنایا، قرآن مجید کی رہنمائی کو عملاً اختیار نہیں کیا، قرآن مجید کے عطا کردہ ضابطے اور قانون کو نافذ نہیں کیا، اس کی تعلیمات کے مطابق اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو استوار نہیں کیا تو گویا کہ اپنے عمل سے ہم قرآن کی تکذیب کر رہے ہیں۔ یہ تکذیب عملی ہے۔

انقلاب نبویؐ کا اساسی منہاج .... ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

اس شمارے میں

ہوئے تم دوست جس کے......
مسائل کا واحد حل: اجتماعی توبہ
دجالیت کے آفاقی اور زمینی مظاہر (II)
عہدے امانت ہیں ان میں......
حضرت برزہ رضی اللہ عنہا بنت مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ
یہ جو مستی ہے تجھے ہستی کی!

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعوت اور قوم کے ساتھ سوال و جواب

سُورۃُ الشُّعَرَاء | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات:69 تا 74

وَاتۡلُ عَلَیۡہِمۡ نَبَاَ اِبۡرٰہِیۡمَ ﴿۶۹﴾ اِذۡ قَالَ لِاَبِیۡہِ وَ قَوۡمِہٖ مَا تَعۡبُدُوۡنَ ﴿۷۰﴾ قَالُوۡا نَعۡبُدُ
اَصۡنَامًا فَنَظَلُّ لَہَا عٰکِفِیۡنَ ﴿۷۱﴾ قَالَ ہَلۡ یَسۡمَعُوۡنَکُمۡ اِذۡ تَدۡعُوۡنَ ﴿۷۲﴾ اَوۡ یَنۡفَعُوۡنَکُمۡ
اَوۡ یَضُرُّوۡنَ ﴿۷۳﴾ قَالُوۡا بَلۡ وَجَدۡنَاۤ اٰبَآءَنَا کَذٰلِکَ یَفۡعَلُوۡنَ ﴿۷۴﴾

آیت:۶۹ ﴿وَاتۡلُ عَلَیۡہِمۡ نَبَاَ اِبۡرٰہِیۡمَ ﴿۶۹﴾﴾ ''اور ان کو ابراہیمؑ کی خبر پڑھ کر سنایئے۔''

آیت:۷۰ ﴿اِذۡ قَالَ لِاَبِیۡہِ وَ قَوۡمِہٖ مَا تَعۡبُدُوۡنَ ﴿۷۰﴾﴾ ''جب اُسؑ نے اپنے والد اور اپنی قوم سے کہا کہ تم لوگ یہ کن کو پوجتے ہو؟''

آیت:۷۱ ﴿قَالُوۡا نَعۡبُدُ اَصۡنَامًا فَنَظَلُّ لَہَا عٰکِفِیۡنَ ﴿۷۱﴾﴾ ''انہوں نے جواب دیا کہ ہم بتوں کو پوجتے ہیں اور انہی کے سامنے گیان دھیان میں بیٹھے رہتے ہیں۔''

آیت:۷۲ ﴿قَالَ ہَلۡ یَسۡمَعُوۡنَکُمۡ اِذۡ تَدۡعُوۡنَ ﴿۷۲﴾﴾ ''اُسؑ نے پوچھا: کیا وہ تمہاری بات سنتے ہیں جب تم انہیں پکارتے ہو؟''

جب تم ان سے دعا کرتے ہو اور ان کے سامنے گڑگڑاتے ہو تو کیا وہ تمہاری دعائیں اور تمہاری باتیں سنتے ہیں؟

آیت:۷۳ ﴿اَوۡ یَنۡفَعُوۡنَکُمۡ اَوۡ یَضُرُّوۡنَ ﴿۷۳﴾﴾ ''یا وہ تمہیں کوئی نفع یا کوئی نقصان پہنچا سکتے ہیں؟''

وہ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ان منطقی سوالات کا اس کے علاوہ کوئی جواب نہ دے سکے:

آیت:۷۴ ﴿قَالُوۡا بَلۡ وَجَدۡنَاۤ اٰبَآءَنَا کَذٰلِکَ یَفۡعَلُوۡنَ ﴿۷۴﴾﴾ ''انہوں نے کہا بلکہ ہم نے اپنے آباء واجداد کو ایسا ہی کرتے ہوئے پایا ہے۔''

ہم نے اپنے باپ دادا کو ان کی پوجا کرتے ہوئے پایا ہے' چنانچہ ہم نے بھی ان کی پیروی میں وہی طریقہ اختیار کر لیا ہے۔

درس حدیث

کامیابی کے حصول اور بربادی سے نجات کے تین ضوابط

عَنۡ اَبِیۡ ہُرَیۡرَۃَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((ثَلٰثٌ مُنۡجِیَاتٌ وَثَلٰثٌ مُہۡلِکَاتٌ فَاَمَّا الۡمُنۡجِیَاتُ فَتَقۡوَی اللّٰہِ فِی السِّرِّ وَالۡعَلَانِیَۃِ وَالۡقَوۡلُ بِالۡحَقِّ فِی الرِّضَا وَالسَّخَطِ وَالۡقَصۡدُ فِی الۡغِنَا وَالۡفَقۡرِ وَاَمَّا الۡمُہۡلِکَاتُ فَہَوًی مُتَّبَعٌ وَشُحٌّ مُطَاعٌ وَاِعۡجَابُ الۡمَرۡءِ بِنَفۡسِہٖ وَہِیَ اَشَدُّہُنَّ)) (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تین چیزیں ہیں جو نجات دلانے والی ہیں' اور تین ہی چیزیں ہیں جو ہلاک کر دینے والی ہیں۔ پس نجات دلانے والی تین چیزیں تو یہ ہیں: ایک' اللہ کا خوف خلوت میں اور جلوت میں (یا ظاہر میں اور باطن میں)' اور دوسرے حق بات کہنا خوشی میں اور غصہ میں' اور تیسرے میانہ روی اختیار کرنا خوشحالی میں اور تنگدستی میں۔ اور ہلاک کرنے والی تین چیزیں یہ ہیں: ایک وہ خواہش نفس جس کی پیروی کی جائے' دوسرے وہ بخل جس کی اطاعت کی جائے (یعنی اس کے تقاضے پر چلا جائے) اور تیسرے آدمی کی خود پسندی کی عادت' اور یہ ان سب میں زیادہ سخت ہے۔''

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان 'نظامِ خلافت' کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

23 تا 29 صفر المظفر 1444ھ جلد 31
20 تا 26 ستمبر 2022ء شمارہ 36

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (14300 روپے)
انڈیا' یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (10800 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہوئے تم دوست جس کے دشمن اُس کا آسماں کیوں ہو

1946ء میں امریکی کانگرس کے ایک وفد نے برصغیر ہند کا دورہ کیا۔ قائداعظم سے بھی اُن کی ملاقات ہوئی، جس کے بعد ایک بیان جاری ہوا کہ امریکہ اور آزاد پاکستان خطہ میں باہمی تعاون کریں گے اور ایک دوسرے کے مفادات کا تحفظ کریں گے۔ ہمارے وہ دانشور جو کمیونزم کی طرف رجحان رکھتے تھے، وہ الزام لگاتے ہیں کہ پاکستان تو اپنے جنم سے پہلے ہی امریکہ کے سپرد ہو گیا تھا۔ ہمارا سوال یہ ہے کہ جنگ عظیم دوئم کے بعد جب دنیا بائی پولر ہوگئی تو دو عالمی قوتیں ابھر کر سامنے آئیں ایک سوویت یونین جو بے خدا ریاست تھی اور مذہب سے نفرت اُس کی بنیاد میں شامل تھی، اُس سے اسلامی نظریہ کی بنیاد رکھنے والی ریاست کیسے دوستی اور محبت کا رشتہ قائم کرتی؟ لہٰذا مملکت خداداد پاکستان کا دوسری سپر پاور امریکہ کی طرف رجحان ہونا اور دوستی کا ہاتھ بڑھانا فطری، منطقی اور عقلی سطح پر بالکل درست تھا۔ بالکل آغاز میں شاید امریکہ بھی اس حوالہ سے مخلص تھا۔ اُس کا فوری مسئلہ کیپٹلزم کے مقابلے میں کمیونزم کو شکست دینا تھا۔

دنیا کی خاص طور پر عالم اسلام کی بدقسمتی کہ پاکستان کے قیام کے نو ماہ بعد اسرائیل نے دنیا میں جنم لیا۔ اُس کا دعویٰ بھی ایک نظریاتی ریاست کا تھا اگرچہ حقیقت میں وہ ایک نسلی ریاست تھی جیسا کہ بعد میں ثابت ہوا۔ قائداعظم نے اس ریاست کو مغرب کا ناجائز بچہ قرار دے دیا کیونکہ مغرب مکمل طور پر پنجۂ یہود میں تھا۔ لیکن چونکہ جنگ عظیم II برپا ہی اس لیے کی گئی تھی کہ عالمی قوت کا مرکز یورپ سے امریکہ منتقل کیا جائے کیونکہ یہودی وہاں پوری طرح پاؤں جما چکے تھے۔ لہٰذا امریکہ کا اس ناجائز بچے کو گود لینا لازم ٹھہر گیا۔ اُس وقت چونکہ امریکہ کی اصل پریشانی کمیونسٹ ریاست سوویت یونین تھی لہٰذا امریکہ نے کوشش کی کہ ان دونوں نظریاتی ریاستوں یعنی اسرائیل اور پاکستان میں ہم آہنگی بلکہ دوستی کا رشتہ قائم کر دیا جائے۔ یہاں اس بات کا ذکر بے جا نہ ہوگا کہ تقسیم ہند سے پہلے ہی برصغیر کے ہندوؤں میں خاص طور پر اُن کے دانشوروں میں کمیونزم کی طرف بڑی رغبت تھی۔ امریکہ سمجھ رہا تھا کہ اگر پاکستان کو کمیونزم کے اثرات سے بچایا نہ گیا تو یہ سارا خطہ اُس کے ہاتھ سے نکل جائے گا۔ اُدھر چین بھی انقلاب کے دہانے پر کھڑا تھا اور وہاں بھی کیپٹلزم مخالف ہوا چل رہی تھی لہٰذا امریکہ کا پاکستان کو اپنے ساتھ رکھنا لازم تھا وگرنہ وہ سارے خطے سے آؤٹ ہو جاتا۔ اسرائیل ایک قبضہ گروپ بن کر امریکہ پر اپنا تسلط قائم کر چکا تھا گویا امریکہ کی آنکھوں پر ایک ایسی عینک چڑھ چکی تھی کہ اسرائیل سے ہٹ کر اُس پر اندھا پن طاری ہو جاتا تھا۔ لہٰذا اسرائیل اور پاکستان کو ایک پیج پر لانے کی بھرپور اور پُرخلوص کوشش کی گئی۔ پاکستان کے پہلے وزیراعظم لیاقت علی خان کو امریکہ کے دورے کی دعوت دی گئی وہاں اُن کا شاندار استقبال ہوا۔ یہودیوں نے لیاقت علی خان کو ایک زبردست عشائیہ دیا۔ جس میں یہودی نمائندے نے کھل کر پاکستان کو کہا کہ اگر وہ اسرائیل کو تسلیم کر لے تو یہودی پاکستان میں شہد اور دودھ کی نہریں بہادیں گے وغیرہ وغیرہ۔ لیکن اُن کے لیے لیاقت علی خان کا جواب انتہائی مایوس کن تھا۔ لیاقت علی خان نے اُس عشائیہ میں ایک تاریخی جملہ بولا:

"Gentlemen! our souls are not for sale."

اس سے پہلے قائداعظم اسرائیل کے حوالے سے ایک فیصلہ کن بیان دے چکے تھے لہٰذا یہودی اب پاکستان کو ایک دشمن ریاست کے طور پر دیکھنے لگے۔ البتہ ریاست امریکہ کی چونکہ پاکستان ایک ضرورت تھی

لہٰذا مکمل طور پر پنجۂ یہود کی گرفت میں آجانے والے امریکہ نے پاکستان کے حوالے سے ایک منافقانہ پالیسی پر عمل کرنا شروع کیا۔ وہ پالیسی تھی کہ پاکستان کو ظاہری اور اعلانیہ طور پر دوست کہو، اس پالیسی کو سپورٹ دینے کے لیے اُس کی اقتصادی اور عسکری سطح پر مدد بھی کرو، لیکن اصلاً اور عملاً اُس سے بدتر دشمنوں والا سلوک کیا جائے۔ یہاں سے ہماری یعنی پاکستان کے حکمرانوں کی غلطیوں کا آغاز ہوا اور بھرپور انداز سے ہوا۔ بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ ہم نے حماقت سے اور دنیوی لالچ میں آکر ملک وقوم کے خلاف بدترین جرائم کا ارتکاب کیا تو غلط نہ ہوگا۔

حکمرانوں نے امریکی امداد سے گلچھرے اُڑائے اور ایسی پالیسیاں ترتیب دیں جن سے نہ صرف امریکہ کے مفادات کی تکمیل ہوئی بلکہ پاکستان کے مفادات کا بری طرح قتل عام ہوا۔ امریکہ نے اس سے بھرپور فائدہ اٹھایا اور پاکستان امریکہ کا دوست بننے کی بجائے امریکہ کا غلام بن گیا۔ قدرت نے پاکستان کو ایک اور چانس دیا اور یہ سنہری چانس تھا۔ وہ یوں کہ اس خطے میں چین جو پاکستان کا ہمسایہ بھی ہے اقتصادی اور عسکری لحاظ سے ایک عالمی قوت بن کر اُبھرا۔ مزید خوش قسمتی ہوئی کہ چین اور ہمارے دشمن بھارت کے درمیان کشیدگی پیدا ہوگئی۔ ہمارے پاس سنہری موقع تھا کہ دشمن کے دشمن کے ساتھ مل کر اپنی پوزیشن کو مستحکم کرتے یعنی امریکہ سے دوری اختیار کرکے چین کو اپنا دوست بناتے ہم نے یہ کام کیا، لیکن تاخیر سے اور نیم دلی سے۔ تقریباً سات آٹھ سال پہلے جب راحیل شریف پاکستان کے آرمی چیف تھے پاکستان نے امریکہ سے دور کھسکنا شروع کر دیا۔ پاکستان کی اسٹیبلشمنٹ یہ کام بڑی آہستگی اور احتیاط سے کر رہی تھی کیونکہ مفادات دوطرفہ تھے۔ جس سطح اور جس انداز کے یہ مفادات تھے اُنہیں بالائے طاق رکھنے کے لیے جرأت کی ضرورت تھی۔ سابقہ حکومت نے اس میں تیزی دکھائی اور شاید ضرورت سے زیادہ تیزی دکھائی جو پاکستان کی اسٹیبلشمنٹ کو ناگوار گزری۔ اُدھر امریکہ دیکھ رہا تھا کہ جغرافیائی لحاظ سے اہم، زبردست پروفیشنل فوج رکھنے والا اسلامی ایٹمی ملک اُس سے دور ہوتا جا رہا ہے لہٰذا ایک رائے کے مطابق ناراض عسکری قیادت اور اپوزیشن سے مل کر پاکستان میں رجیم چینج کردی گئی اور وہ پاکستان جو ایک طویل عرصہ تک امریکہ سے منسلک رہنے کے بعد چند سالوں سے آزاد خارجہ پالیسی بنانے کی کوششوں میں تھا یکدم دوبارہ امریکہ کے چرنوں میں جا بیٹھا۔ ستم بالائے ستم پاکستان میں بارشوں اور سیلاب نے زبردست تباہی مچادی اب ہمارے حکمران کشکول اٹھائے دربدر ہو رہے ہیں اور امریکہ کے لیے سنہری موقع ہے کہ وہ پاکستان کا ناک رگڑے۔ اب امریکہ ایک دوسرا روپ دھار کر پاکستان میں داخل ہونا چاہتا ہے۔

پہلے ایک بات سمجھ لی جائے کہ ''سامراج'' کی اصطلاح دوسری جنگ عظیم کے بعد ایک نئے روپ میں سامنے آئی۔ نوآبادیات ایک ایسا سفاک اور استبدادی نظام ہوتا ہے۔ جس میں ایک طاقت ور ملک چھوٹے اور کمزور علاقوں پر اپنا تسلط قائم کرتا ہے اور ان کا سیاسی، معاشرتی، ثقافتی استحصال کیا جاتا ہے۔ اور فوجی قوت اور سازشوں سے مقامی اداروں اور ثقافت کو تباہ وبرباد کر دیا جاتا ہے۔ یہ اس زیر تسلط خطے کو ''سونے کی چڑیا'' تصور کرتے ہیں۔ ایک ملک کا اپنی سرحدوں سے باہر جا کے دوسرے ملک کے اختیارات پر دخل اندازی کرنا ہی سامراجیت ہے۔ یہ دخل اندازی جغرافیائی، سیاسی یا اقتصادی طور پر ہوسکتی ہے۔ کسی ملک یا کسی خطے کو زیر تسلط کر کے وہاں کے باشندوں کو مختلف حقوق سے محروم کرنا، اس نظام کی اوّلین ظاہری صورت ہے۔ نوآبادیات کے ذریعہ سامراجیت کو وسعت دینے والا یہ نظام خوفناک اقتصادی، تہذیبی اور جغرافیائی مسائل پیدا کرتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جب قوت کا مرکز امریکہ منتقل ہوا تو اُس نے کمال تندہی کے ساتھ اس نظام کو آگے بڑھانے کا بیڑا اُٹھایا۔ عسکری، اقتصادی، تہذیبی، جغرافیائی ہر طریقے سے اُس جدید نوآبادیاتی نظام کی بنیاد رکھی جو کہیں جلی اور کہیں خفی سطح پر آج دنیا بھر پر مسلط ہے۔

قصہ کوتاہ گزشتہ چند سالوں سے ہم نے اپنی خارجہ پالیسی کا جو رخ قدرے بدلا اور امریکہ کی بے چون وچرا غلامی سے نکلنے اور مشرق کی طرف دیکھنے کا سلسلہ شروع کیا۔ لیکن مبینہ رجیم چینج کے بعد ہمارا رخ ایک مرتبہ پھر امریکہ کی طرف ہوگیا۔ پہلے سینٹ کام کے کمانڈر نے ایک عرصہ بعد ہماری سول وعسکری قیادت کو اپنی ملاقاتوں کا شرف بخشا۔ پھر سیلاب متاثرین کی امداد کے لیے یو ایس ایڈ کے ساتھ مل کر متحدہ عرب امارات سے 22 لاکھ ڈالر مالیت کی ترسیلات پاکستان پہنچانے کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ یہ ایک الگ داستان ہے کہ یو ایس ایڈ جیسے ادارے امریکہ کی سامراجی پالیسی کو دنیا بھر میں کس طرح نافذ کرتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ امریکی فوج کی ایک بڑی شاخ یعنی سینٹ کام کو پاکستان کے عسکری دل یعنی نور خان ائیر بیس چکلالہ میں رسائی کیوں دی جائے۔ کیا یو ایس ایڈ کی امداد سویلین طیاروں اور دیگر غیر عسکری ذرائع سے پاکستان نہیں پہنچائی جاسکتی؟ قطر نے بھی سیلاب زدگان کی امداد کے لیے ایئر برج قائم کرنے کا ارادہ ظاہر کیا اور اس مقصد کے لیے قطر ایئر ویز کی خصوصی پروازوں کا استعمال کیا جائے گا۔ پھر یہ کہ آخر امریکہ کے دل میں پاکستان کے لیے آخر کون سی ایسی محبت جاگ اُٹھی کہ اچانک اُس نے ہمیں F-16 طیاروں کی سروس اور دیکھ بھال کے لیے 45 کروڑ ڈالر کی منظوری دے دی اور اس اعلان کے تقریباً ایک ہفتہ بعد تک بھارت کی طرف سے کوئی اعتراض ہی نہ آیا۔ پھر جب اعتراض کیا بھی گیا تو بھارت نے ڈونلڈ لو جو ایک خاص امریکی سفارت کار اور ڈیپ سٹیٹ کا نمائندہ ہے کا ہی انتخاب کیوں کیا۔ کیا پاکستان کو کوئی پیغام دیا جا رہا ہے؟ امریکہ کے وزارت دفاع کے ترجمان کا یہ بیان کیا معنی رکھتا ہے کہ پاکستان کو F-16 طیاروں کے لیے رقم اس لیے دی جا رہی ہے کہ تمام دہشت گردوں کے خلاف مکمل اور فوری کارروائی کی جائے۔ عربوں میں ایک کہاوت مشہور ہے کہ ایک بدو نے صحرا میں خیمہ لگایا، اونٹ باہر ہی کھڑا کر کے سو گیا۔ رات اونٹ نے سردی کا بہانہ بنا کر پاؤں اندر کرنے کی اجازت چاہی جو بدو نے دے دی اور وہ بدو کو مہنگی پڑی۔ اب امریکہ اپنی اگلی ٹانگیں اور دھڑ ہمارے خیمے میں داخل کرنے کے لیے بہانے بنا رہا ہے۔ ہم نے بھی امداد یا اقتدار کے لالچ میں اُسے یہ اجازت دے دی تو یہ ہمیں بھی اپنی سلامتی کے حوالے سے بڑی مہنگی پڑے گی۔ اب تو مخصوص لوگوں اور دانشوروں کو بھی رجیم چینج کا اصل مقصد سمجھ میں آ گیا ہوگا۔ یاد رہے اس جکڑ بندی سے مستقبل میں آسانی سے نکلا نہیں جا سکے گا۔ اللہ پاکستان کو اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ آمین یا رب العالمین!

۞۞۞

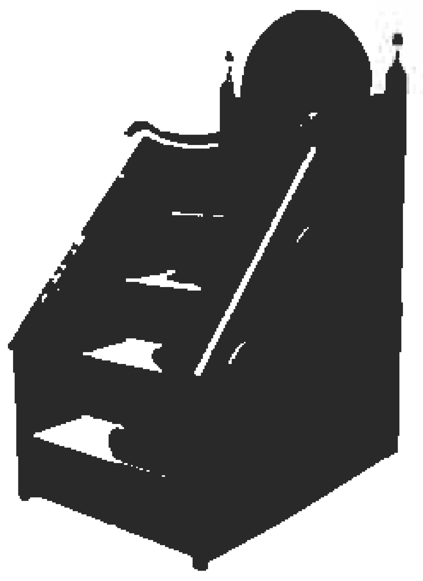

مسائل کا واحد حل: سچی اجتماعی توبہ

مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی DHA کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کے 09 ستمبر 2022ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

تلاوت آیات کے بعد:

ہم جانتے ہیں کہ حالیہ بارشوں اور سیلاب کے نتیجے میں جو ملکی صورت حال بنی ہے اس کے اثرات وہ بھی محسوس کر رہے ہیں جو براہ راست ان مصائب سے دوچار نہیں ہیں۔ بجلی اور گیس کی مہنگائی تو پہلے سے تھی لیکن اب اجناس بھی قوت خرید سے باہر ہوتے دکھائی دے رہے ہیں۔ اجناس سمیت اشیائے ضروریات درآمد کرنے سے معیشت پر جو اثرات پڑیں گے وہ ابھی آنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ عافیت اور آسانی کا معاملہ رکھے۔ اس حوالے سے بھی گزشتہ خطبات میں کلام ہوا تھا کہ ہم اللہ کی طرف رجوع کریں اور اپنے گناہوں پر اللہ سے معافی مانگیں کیونکہ یہ سب مسائل اور مصائب ہمارے گناہوں، کوتاہیوں اور نااہلیوں کی وجہ سے بھی ہوتے ہیں اور یہ عذاب کے کوڑے اور تنبیہات ہوتی ہیں۔ چنانچہ آج اس موضوع کو کلام کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

اللہ تعالیٰ نے جو انبیاء و رسل انسانوں کی ہدایت کے لیے بھیجے ان کی دعوت کا ایک مرکزی نکتہ یہ بھی ہوتا تھا کہ اللہ کی طرف رجوع کرو، اپنے گناہوں سے باز آجاؤ، اللہ کی طرف پلٹ آؤ۔ جیسے اکثر پیغمبروں نے یہ دعوت بھی دی:

﴿اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ﴾ (ہود:52)

''اپنے پروردگار سے استغفار کرو، پھر اسی کی طرف رجوع کرو۔''

یہی استغفار اور توبہ کے کلمات کو جمع کر کے رسول اللہ ﷺ نے بھی ہمیں تعلیم فرمائی ہے۔ فرمایا:

((اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ))

''میں اللہ سے اپنے تمام گناہوں کی بخشش مانگتا ہوں جو میرا رب ہے اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔''

استغفار نام ہے اپنے گناہوں کی معافی چاہنے کا اور توبہ نام ہے اللہ کی طرف پلٹ آنے کا، یعنی گناہ، سرکشی اور بغاوت کا راستہ ترک کر دینے کا۔ یہ صرف توبہ توبہ کہنے کا نام نہیں ہے بلکہ حقیقی معنوں میں باز آجانے کا نام توبہ ہے۔ گویا اپنے گناہوں پر نادم بھی ہو، زبان پر استغفار کے کلمات بھی ہوں، اس کے لیے رسول اللہ ﷺ کے کلمات بھی موجود ہیں اور دیگر انبیاء کی دعائیں بھی موجود ہیں۔ آنکھوں میں ندامت کے آنسو بھی ہوں۔ پھر اس سے آگے بڑھ کر گناہ کو بندہ بالفعل چھوڑ دے اور اللہ اور

مرتب: ابوابراہیم

اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی طرف لوٹ آئے تو یہ سچی توبہ ہوگی۔ اگر نماز ترک کر رکھی ہے تو اس کی توبہ یہ ہے کہ نماز ادا کرنا شروع کر دے۔ اگر گھر میں حرام مال آرہا ہے تو اس کی توبہ یہ ہے کہ حرام کو ترک کر دے، جتنے ناجائز ذرائع ہیں ان کو چھوڑ دے۔ اسی طرح تمام برے اعمال کو چھوڑنا پڑے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ اگر کسی کا حق کھایا ہے تو اس کو لوٹا دے، کسی پر ظلم کیا ہے تو اس سے معافی مانگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر آج کسی کا حق مارا ہے تو آج معافی مانگ لو اس دن کے آنے سے پہلے پہلے جب نہ درہم ہوگا نہ دینار ہوگا۔ اسی طرح وراثت کا مال کھا کر بیٹھے ہیں تو لوٹانا پڑے گا۔ یہ ہے اصل توبہ۔

آج مسئلہ انفرادی نہیں رہا بلکہ پوری قوم پریشان ہے، کسی کو سمجھ نہیں آرہی کہ کیا کریں۔ حکومت بھی پریشان ہے، کئی مسائل میں سرکاری ادارے بھی بے بس ہیں۔ لہٰذا آج صرف انفرادی توبہ سے مسئلہ حل نہیں ہوگا کہ کچھ لوگ نیک اور متقی ہوجائیں، نمازیں پڑھنے والے ہوجائیں، رات کو اٹھ کر نوافل ادا کرنے والے بن جائیں۔ اچھی بات ہے مگر یہ انفرادی توبہ ہے، اس سے قومی مسائل حل نہیں ہوں گے۔ مسئلہ اجتماعی ہے تو توبہ بھی اجتماعی طور پر کرنا ہوگی۔

اجتماعی توبہ تب ہوگی جب ہم اجتماعی سطح پر دین سے سرکشی اور بغاوت کا راستہ ترک کر کے اسلام کے نفاذ کی سنجیدہ کوشش شروع کر دیں گے۔ یعنی اس مقصد کی طرف لوٹ آئیں گے جس عظیم مقصد کے لیے یہ ملک حاصل کیا گیا تھا۔ ہم نے اجتماعی سطح پر اللہ سے وعدہ کیا تھا کہ اے رب اگر تو ہمیں ملک عطا کرے گا تو ہم وہاں تیرے دین کو نافذ کریں گے۔ مگر آج ہم کس شیطانی ایجنڈے کو پورا کرنے میں لگے ہوئے ہیں؟

اللہ جزائے خیر دے جماعت اسلامی کے سینیٹر مشتاق صاحب کو جنہوں نے سینٹ میں آواز اٹھائی ہے کہ پاکستان میں 2018ء میں پاس شدہ ٹرانس جینڈرز کے حوالے سے ایسا قانون موجود ہے جس میں ایسی شقیں ہیں جو اسلام کے صریح خلاف ہیں۔ ایک شق یہ بھی ہے کہ اگر کوئی مرد چاہے کہ وہ عورت بن جائے تو اسے سرکاری سطح پر عورت قرار دے دیا جائے گا، اسی طرح کوئی عورت خود کو

مرد ڈکلیئر کردے تو سرکار اس کو مرد تسلیم کرے گی۔ اس طرح کا قانون تو وہاں بھی قبول نہیں کیا گیا جہاں بے خدا تہذیب اور معاشرے موجود ہیں۔ اسلام کے نام پر بننے والے ملک میں ایسا قانون اللہ تعالیٰ سے بغاوت اور سرکشی نہیں ہے تو اور کیا ہے؟

بقول ہمارے استاد محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ یہ سرکشی اس بات کا اعلان ہے کہ اجتماعی سطح پر اللہ کا حکم نہیں چلے گا بلکہ ہمارا چلے گا۔ یہی تو اللہ سے بغاوت ہے اور اسی کا نام سیکولرازم ہے کہ ہم چاہیں تو شراب کو حلال قرار دے دیں، چاہیں تو سود کو جائز ٹھہرائیں، چاہیں تو ایسا قانون بنا دیں کہ مرد کی مرد سے اور عورت کی عورت سے شادی جائز قرار دے دی جائے۔ ہمارے مسلمان ممالک کے اندر یہ اثرات آگئے ہیں۔ یہ دجالیات کا ہمارے سیاسی نظام پر حملہ ہے۔ معاشی سطح پر سود کا نظام اور جوئے کی بنیاد پر سٹاک ایکسچینج کا سسٹم سرمایہ دارانہ نظام کے دو بڑے ستون ہیں جن کو شریعت حرام قرار دیتی ہے لیکن آج یہی نظام پورے عالم اسلام میں بھی رائج ہے۔ یہ دجالیت کا ہمارے معاشی نظام پر حملہ ہے۔

تیسرا حملہ معاشرتی سطح پر ہے جس کا سب سے بڑا مقصد ہمارے خاندانی نظام کو تباہ کرنا ہے، ہمارے معاشرے اور اقدار کو روندڈالنا ہے۔ مغرب کا اپنا معاشرہ تو تباہ ہو چکا ہے۔ 2015ء میں امریکی صدر بارک اوبامہ نے سٹیٹ آف دی یونین ایڈریس میں کہا تھا کہ اے امریکیو! خدارا شادیاں کرو اور اپنے گھر بساؤ کیونکہ ایک مضبوط گھرانہ ایک مضبوط معاشرے کی ضرورت ہے اور ایک مضبوط معاشرہ ایک مضبوط امریکہ کی ضرورت ہے۔ آج مغرب کو احساس ہو رہا ہے کیونکہ اکثریت کتے بلیوں کی طرح زندگی بسر کر رہے ہیں۔ جب بوڑھے ہو جاتے ہیں تو ان کو لاوارث چیز کی طرح اولڈ ہومز میں پھینک دیا جاتا ہے۔ جہاں وہ سسک سسک کر مرجاتے ہیں، گھر، خاندان، فیملی اور بچوں کی خوشیاں انہیں نصیب نہیں ہوتیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

آج وہی اثرات ہمارے معاشرے میں بھی ہیں۔ مارچ کے مہینے میں عورت مارچ ہوتا ہے جس میں نکاح کا مذاق اڑایا جاتا ہے اور اس کی سرے سے نفی کی جاتی ہے۔ یہاں کچھ این جی اوز ہیں جو مغرب کے سوشل انجینئرنگ پروگرام کی تکمیل کا باعث بنتی ہیں اور انہی کی خواتین آگے کھڑی ہوتی ہیں۔ اسی مغربی ایجنڈے کا ایک حصہ یہ ٹرانس جینڈر قانون ہے۔ خواجہ سراؤں کے حقوق اپنی جگہ مگر ان کے حقوق کے نام پر ایسے قوانین بنا دیے جائیں کہ چاہے تو مرد عورت بن جائے اور عورت چاہے تو مرد بن جائے، پھر مرد کی مرد سے اور عورت کی عورت سے شادیاں ہونے لگ جائیں تو یہ سراسر شیطانی ایجنڈا ہے اور ایک مسلمان معاشرے میں اس طرح کے قوانین کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

جب یہ خلاف اسلام بل پیش ہوا تھا تو تمام سیاسی جماعتوں نے اس کی حمایت کی جن میں ن لیگ، پیپلز پارٹی اور پی ٹی آئی سب شامل تھے لیکن صرف جماعت اسلامی نے اس کی مخالفت کی تھی اور جمعیت علمائے اسلام کی ایک خاتون ممبر نے بھی آواز بلند کی تھی لیکن کوئی شنوائی نہیں ہوئی اور بل پاس ہوا ہے۔ گزشتہ حکومت تو ریاست مدینہ کا دعویٰ کرتی تھی اس نے بھی اس قانون میں کوئی ترمیم نہیں کی۔ آج جب اس قانون میں ترمیم کا بل سینیٹر مشتاق احمد نے پیش کیا ہے تو تمام سیاسی جماعتیں اس کی مخالفت کر رہی ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

سوال یہ ہے کہ اس قانون کے ہوتے ہوئے اگر ہمارے معاشرے میں جنس تبدیلی کا رجحان عام ہوتا گیا تو پھر ہمارے خاندانی نظام کا کیا ہوگا؟ اس کی زد کہاں کہاں پڑے گی، معاشرے کو کتنا نقصان پہنچے گا اس کا سب کو اندازہ نہیں ہے۔ جب تک قومی سطح پر اس طرح سرکشیاں

پریس ریلیز 16 ستمبر 2022ء

روس کی گیس فراہمی کی پیشکش کو فوری طور پر قبول کرنا چاہیے۔

شجاع الدین شیخ

روس کی گیس فراہمی کی پیشکش کو فوری طور پر قبول کرنا چاہیے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ اُنہوں نے وزیر اعظم پاکستان کی ثمرقند میں شنگھائی کوآپریشن آرگنائزیشن (ایس سی او) کے سربراہی اجلاس میں مختلف سربراہان مملکت سے ملاقاتوں کو انتہائی خوش آئند قرار دیا اور کہا کہ یہ بات اب واضح ہوتی جا رہی ہے کہ پاکستان کو درحقیقت مشرق کے ساتھ اپنے تجارتی، سفارتی اور عسکری تعلقات بڑھانے کی اشد ضرورت ہے۔ ہماری 75 سالہ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ امریکہ نے ہمیشہ پاکستان کو اپنے مفادات کے لیے استعمال کیا اور ہر موقع پر ہمیں دھوکہ دیا۔ اُنہوں نے کہا کہ موسم سرما کی آمد آمد ہے لہٰذا فوری طور پر روس سے گیس کی فراہمی کا بندوبست ہونا چاہیے۔ امریکہ اپنی سابقہ روش کے مطابق اس پر معترض ہوگا لیکن پاکستانی حکام امریکی اعتراضات کو یکسر مسترد کر دیں۔ پاکستان اس وقت بدترین معاشی بحران کے دہانے پر ہے اور بجلی، گیس اور پٹرول سمیت اشیاء ضروری کی قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں، جس کی وجہ سے ہماری آبادی کا ایک بڑا حصہ دو وقت کی روٹی کو بھی ترس گیا ہے۔ پھر یہ کہ سیلاب کی تباہ کاریوں کی وجہ سے ہر چھوٹا بڑا پاکستانی متاثر ہوا ہے۔ لہٰذا ہمیں نہ صرف متاثرہ افراد کی بحالی کے لیے پوری تندہی سے کام کرنے کی ضرورت ہے بلکہ حکومتی اور ریاستی سطح پر اپنی خارجہ پالیسی کا رخ بھی مشرق کی طرف موڑنا ہوگا۔ اسی سے ملک کا دیرپا مفاد وابستہ ہے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشرواشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

اور بغاوتیں رہیں گی تو کیا اللہ تعالیٰ ہماری توبہ کو قبول فرمائے گا؟ کیا ہمارے اوپر سے عذاب ہٹ جائیں گے؟

اسی طرح معاشی سطح پر بھی ہم نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ چھیڑ رکھی ہے۔ وفاقی شرعی عدالت نے دو مرتبہ سود کے خلاف فیصلہ دے دیا، ایک بار سپریم کورٹ کے شریعت اپیلٹ بینچ نے بھی سود کے خلاف فیصلہ دے دیا لیکن ہمارے حکمرانوں نے ان عدالتی فیصلوں کو بھی روندتے ہوئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ جاری رکھنے کا فیصلہ کیا۔ یہ ہمارے ہاں منافقت کی انتہا ہے۔

ایک مسلمان ملک کی حیثیت سے ہم نے پڑوس میں اسلامی حکومت کو ختم کرنے کے لیے جو کردار ادا کیا، مسلم ملک پر امریکہ کے ساتھ مل کر جو ظلم ڈھائے، مسلمانوں کا قتل عام کرنے کے لیے جس طرح ہم نے امریکہ کو اڈے فراہم کیے، بے گناہ لوگوں کو گرفتار کر کے امریکہ کے حوالے کیا، یہ کتنے بڑے بڑے جرائم ہیں جو ہم نے اجتماعی سطح پر کیے ہیں۔ اس وقت بھی ہم کتنے اجتماعی جرائم میں ملوث ہیں۔ اس وقت شریعت کے کتنے احکامات ہیں جن کی ہم کھلی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ ہم سود کو جاری رکھنے پر تلے ہوئے ہیں اور بے حیائی کو پھیلانے میں ہم دو ہاتھ آگے بڑھتے چلے جا رہے ہیں اور اسلام کے نظام معاشرت کے خلاف قوانین پاس کر رہے ہیں۔

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمیؐ

یہ امت اور یہ کلمہ گو مسلمان ایک نظریہ کی بنیاد پر باقی لوگوں کے مقابلے میں مختلف ہیں۔ بالکل اسی طرح یہ ملک خداداد پاکستان بقیہ مسلم ممالک سے مختلف ہے۔ باقی کسی کا دعویٰ نہیں کہ ہم نے اسلام قائم کرنے کے لیے ملک حاصل کیا ہے لیکن ہم نے دعویٰ کیا تھا کہ اگر اللہ ہمیں ایک مملکت دے دے تو ہم اسلام قائم کریں گے۔ آج اگر اس دعوے کے بالکل برعکس سب کچھ ہو رہا ہے، اسلام سے دانستہ روگردانی کی جا رہی ہے تو باقیوں کی نسبت پکڑ بھی سب سے زیادہ ہم پر ہی آئے گی۔ اسی وجہ سے آج یہ مصائب کے پہاڑ ہمارے سروں پر ہیں۔ نوبت یہاں تک آ پہنچی ہے کہ امدادی سامان جب جاتے ہیں تو لوگ بھوک کی وجہ سے چھین لیتے ہیں اور کچھ ظالم اب بھی ایسے ہیں جو اس امدادی سامان کو جمع کر کے آگے بیچ رہے ہیں۔ امتحان سب کا ہے۔ اللہ اس دن سے ہمیں بچائے کہ جب ہم گھر سے نکل رہے ہوں تو کوئی ہم سے ہمارا سامان چھین لے۔ یہ چھینا جھپٹی ہمارے بڑے شہروں میں ہوتی رہتی ہے لیکن اللہ اس دن سے ہمیں بچائے کہ ہمارا سڑکوں پر نکلنا مشکل ہو جائے۔ اب حل کیا ہے؟

حل ایک ہی ہے کہ اللہ کی طرف لوٹنا ہوگا اور وہ لوٹنا توبہ ہے۔ اصل توبہ یہ ہے کہ گناہوں کو چھوڑ دیا جائے۔ اگر گناہ اجتماعی ہیں تو اجتماعی طور پر ہمیں توبہ کرنی ہے۔ اجتماعی توبہ یہی ہے کہ اس مملکت خداداد کو ہم نے اللہ کے نام پر لیا۔ یہاں شریعت کے نفاذ کی طرف پیش قدمی ہو، اللہ کے احکامات کی طرف پیش قدمی ہو۔ یہ گناہوں کے کام، شریعت کے خلاف قوانین کا پاس کیا جانا، سود کے دھندوں کو جاری رکھنا، یہ ہمارے بڑے بڑے جرائم ہیں جب تک ہم ان سے توبہ نہیں کریں گے اللہ تعالیٰ کی رحمت ہماری طرف متوجہ نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ﴾ ’’اے اہل ایمان! توبہ کرو اللہ کی جناب میں خالص توبہ۔‘‘ (التحریم:8)

سورۃ الزمر کی آیت 53 پورے قرآن پاک کی سب سے امید افزا آیت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

’’(اے نبی ﷺ!) آپ کہیے: اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے! اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا‘ یقیناً اللہ سارے گناہ معاف فرما دے گا۔ یقیناً وہ بہت بخشنے والا‘ نہایت رحم کرنے والا ہے۔‘‘

لیکن آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’اور اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اُس کے فرمانبردار بن جاؤ اس سے پہلے کہ تم پر عذاب مسلط ہو جائے‘ پھر تمہاری کہیں سے مدد نہیں کی جائے گی۔‘‘

پہلے گناہوں کو تو چھوڑو، اللہ کی فرمانبرداری کی طرف تو آ جاؤ۔ پھر آگے قرآن پاک سے جڑنے کا حکم ہے:

’’اور پیروی کرو اس کے بہترین پہلو کی جو نازل کیا گیا ہے تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے‘ اس سے پہلے کہ تم پر عذاب اچانک آ دھمکے اور تمہیں اس کا گمان تک نہ ہو۔‘‘ (آیت:55)

یہ ہے ہمارے لیے اجتماعی توبہ کا لائحہ عمل۔ اس پر اللہ بڑا خوش ہوتا ہے۔ بڑی پیاری بشارات ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

’’گناہ کر کے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔‘‘

سورۃ الفرقان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

’’سوائے اُس کے جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اس نے نیک عمل کیے تو ایسے لوگوں کی برائیوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتا ہے۔‘‘ (آیت:70)

اگر آپ توبہ کرتے ہیں تو معاف کرنا ایک طرف لیکن اللہ گناہ کو نیکیوں میں بھی بدل دے گا۔ اللہ کتنا خوش ہوتا ہے جب بندے اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ: ’’جان لو اللہ تعالیٰ کو زیادہ خوشی ہوتی ہے اپنے کسی گناہگار بندے کی توبہ سے جب وہ اس کے حضور توبہ کرتا ہے‘ تم میں سے ایک ایسے شخص سے بڑھ کر (خوشی ہوتی ہے) جو بہت ہی دور دراز کے (سنسان) علاقے میں سفر کر رہا تھا تو اس سے اس کی سواری گم ہو گئی۔ اسی پر اس کا کھانا بھی تھا اور پانی بھی۔ وہ تلاش کر کے مایوس ہو گیا تو ایک درخت کے سائے میں لیٹ گیا‘‘ (کہ اب تو موت آنی ہی ہے۔ اس کی کہیں دوبارہ آنکھ لگ گئی۔ جب آنکھ کھلی) تو کیا دیکھتا ہے کہ اونٹنی تو اس کے پاس کھڑی ہے تو اس نے فوراً اس کی رسی پکڑ لی۔ پھر خوشی کی شدت سے وہ پکار اٹھا: ’’اے اللہ تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا ربّ ہوں! (یعنی) خوشی کی شدت سے وہ غلطی کر بیٹھا‘‘۔

حضور ﷺ اس حدیث کو سناتے ہوئے مسکرائے کہ گویا وہ بندہ پاگل ہو گیا، دیوانہ ہو گیا۔ پھر اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ کو حیا آتی ہے کہ اللہ کا بندہ اس کے آگے ہاتھ پھیلائے اور اللہ خالی ہاتھ لوٹا دے۔ اللہ کو تو حیا آتی ہے۔ کیا ہم لوگوں کو حیا آتی ہے یا نہیں؟ ہم اس سے مانگتے ہی نہیں ہیں، پلٹنے کو تیار نہیں، لوٹنے کو تیار نہیں۔ ہم نے امریکہ اور سب کی مان لی لیکن آخر کیا ملا۔ نہ گھر کے رہے نہ گھاٹ کے۔ اب اللہ کی طرف لوٹ کر تو دیکھو۔ ایک مثال قرآن پاک نے سورۃ یونس میں قیامت تک کے لیے دے دی ہے۔ اس ایک ہی آیت میں یونس علیہ السلام کی قوم کا ذکر ہے۔ جب یونس علیہ السلام کی قوم نے عذاب

کے آثار دیکھے تو اس کو احساس ہو گیا کہ ہم غلط راہ پر ہیں۔ وہ سب اپنے گھر والوں (بچوں، عورتوں، بوڑھوں) کو لے کر کھلے میدان میں آ گئے اور سب اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے۔ اللہ نے آئے ہوئے عذاب کو ان پر سے ٹال دیا۔ قرآن پاک نے یہ مثال اس لیے دی ہے کہ قرآن قیامت تک پڑھا جائے گا اور اس لیے دی ہے کہ اگر کوئی قوم سیدھی راہ کی طرف پلٹنا چاہے تو اس کے سامنے مثال موجود ہے۔ فرمایا:

”تو کیوں نہ ہوئی کوئی بستی ایسی جو ایمان لاتی اور اُسے اُس کا ایمان نفع پہنچاتا سوائے قومِ یونسؑ کے؟ جب وہ ایمان لے آئے تو ہم نے ہٹا دیا اُن سے دنیا کی زندگی میں وہ رسوا کن عذاب اور ایک وقتِ معین کے لیے ہم نے انہیں (فوائدِ دنیوی سے) بہرہ مند ہونے کا موقع دے دیا۔“ (آیت:98)

ہم تو تنظیم اسلامی کے پلیٹ فارم سے یہ دعوت دیں گے۔ لوگ نہ مانیں، لوگوں نے نبیوں کی نہیں مانی ہماری کیا حیثیت ہے لیکن ہمارا کام بتانا ہے، سمجھانا، پہنچانا ہے، بلانا ہے۔ ہدایت دینا نہ دینا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ ہم تو اللہ کے سامنے معذرت پیش کریں کہ اے اللہ ہم نے تو کوشش کی تھی، خود بچنے کی، لوگوں کو بچانے کی، لوگ نہیں مانے۔ اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو فرما دیا باقی کسی کی کیا حیثیت۔ فرمایا:

”تو (اے نبی ﷺ!) آپ یاد دہانی کراتے رہیے آپ تو بس یاد دہانی کرانے والے ہیں۔ آپ ان پر کوئی داروغہ نہیں ہیں۔“ (الغاشیہ:21،22)

جب حضور ﷺ کے ذمے منوانا نہیں تو باقی کسی خطیب جمعہ یا داعی دین کی کیا حیثیت ہے؟ کسی عام امتی کو تو پریشان ہی نہیں ہونا چاہیے جو دعوت دے رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ رسول کریم ﷺ سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے:

”اور آپؐ سے سوال نہیں کیا جائے گا جہنمیوں کے بارے میں۔“ (البقرہ:119)

اللہ نے آخرت رکھی ہے۔ وہاں اللہ کے سامنے سب نے پیش ہونا ہے۔ وہاں سب سامنے آ جائے گا۔ لہٰذا توبہ کی دعوت بھی ہم دیتے رہیں گے اور بتاتے رہیں گے کہ جب تک ہم اس طرف نہیں پلٹیں گے ہمارے معاملات نہیں سدھریں گے۔ اللہ ہم سب کو سچی پکی توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(یکم تا 6 ستمبر 2022ء)

جمعرات (یکم ستمبر) کو مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شرکت کی۔ بعد نماز ظہر شعبہ سمع و بصر اور شعبہ تعلیم و تربیت کے ناظمین کے ساتھ نائب امیر اور ناظم اعلیٰ کے ہمراہ میٹنگز کیں۔

جمعہ (2 ستمبر) کی صبح شعبہ نظامت کے حوالے سے نائب امیر کے ہمراہ ناظم اعلیٰ کے ساتھ میٹنگ کی۔ قرآن اکیڈمی لاہور میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ بعد ازاں دو انفرادی ملاقاتیں کیں۔ شام کو پرائم شادی ہال میں حلقہ لاہور غربی کے تحت ”سود کی تباہ کاریاں اور اس کے ثمرات“ کے موضوع پر منعقدہ سیمینار میں صدارتی خطاب کیا۔ سیمینار کے اختتام پر انتظامی ذمہ دار رفقاء کے ساتھ عشائیے میں شرکت کی۔

ہفتہ (3 ستمبر) صبح 8:30 بجے کلیۃ القرآن میں طلبہ سے ملاقات، سوال و جواب اور مختصر خطاب کیا۔ بعد ازاں قرآن اکیڈمی میں علماء کرام سے ملاقات کی۔ امیر محترم نے آغاز میں علماء کرام کی تشریف آوری پر خصوصی طور پر اظہار تشکر کیا۔ بعد ازاں ان سے مفید گفتگو رہی۔ آخر میں ظہرانہ کے بعد علماء کی خدمت میں بانی محترمؒ کی کتب اور تنظیم اسلامی کی انسداد سود کی کوششوں کی تاریخ پر مبنی سیٹ پیش کیا گیا۔ بعد نماز ظہر شعبہ سمع و بصر میں ”امیر سے ملاقات“ کے پروگرام کی ریکارڈنگ کروائی۔ یہاں سے فراغت اور آرام کے بعد قرآن اکیڈمی میں حلقہ لاہور غربی کے ذمہ داران سے ملاقات کی۔ اس میں ذمہ داران سے تعارف اور سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ یہ پروگرام نماز مغرب تک جاری رہا۔ بعد نماز مغرب حلقہ لاہور غربی کے عام رفقاء بھی دیگر ذمہ داران کے ہمراہ اس اجتماع میں شریک ہوئے۔ اس موقع پر سوال و جواب کا پروگرام ہوا۔ ملتزم و مبتدی رفقاء سے بیعت مسنونہ ہوئی۔ بعد ازاں رفقاء سے مختصر خطاب فرمایا۔

اتوار (4 ستمبر) کو صبح 9:00 بجے دارالاسلام مرکز چوہنگ میں توسیعی مشاورت کے اجلاس میں شرکت کی، جس میں 11 رفقاء نے اظہار خیال کیا۔ آخر میں ضروری وضاحتوں پر مشتمل مختصر خطاب فرمایا۔ بعد ازاں دین حق ٹرسٹ کے خصوصی اجلاس میں شرکت کی۔ بعد نماز ظہر طے شدہ پروگرام کے مطابق جامع مسجد دارالاسلام مرکز میں ”قرآن حکیم اور ہماری ذمہ داریاں“ کے موضوع پر خطاب کیا۔ شام کو ایک نجی ملاقات کی۔ رات کراچی واپسی ہوئی۔

منگل (6 ستمبر) کو شعبہ مالیات کے حوالے سے ناظم بیت المال اور نائب امیر سے آن لائن میٹنگ کی۔

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ

”قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی“ میں

30 ستمبر تا 2 اکتوبر 2022ء (بروز جمعۃ المبارک نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

نقباء کورس

(نئے و متوقع نقباء کے لیے) کا انعقاد ہو رہا ہے،

زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 021-34306041 / 0321-2192701

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت (042)35473375-78

دجّالیت کے آفاقی اور زمینی مظاہر (II)

ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ

یہ مضمون ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے 14 نومبر 2008ء کے خطاب جمعہ سے لیا گیا ہے جو کہ اس وقت کے حالات کی بھی عکاسی کرتا ہے لیکن اس میں مسلمانوں کے لیے بہت بڑا اسبق ہے۔

دجّالیت کا عظیم ترین منبع

اب ذرا یہ جان لیں کہ ان تینوں چیزوں کا منبع (source) کہاں ہے۔ اس کائنات کے اندر شر کا سب سے بڑا منبع ابلیس لعین ہے اور اِس وقت کم سے کم پچھلے چار سو سال سے ابلیس لعین کے سب سے بڑے ایجنٹ یہود ہیں۔ یہ دنیا میں شیطنت کی سب سے بڑی قوت (Satanic Force) ہیں۔ یہودیوں نے ہی سیکولرازم ایجاد کیا۔ اس کی جڑ بنیاد وطنیت تھی کہ ایک ملک کے رہنے والے سب برابر کے شہری ہیں اور اس کا فائدہ یہودیوں کو ہی پہنچا۔ اس لیے کہ وہ دنیا میں بہت ہی قلیل اقلیت (minute minority) میں ہیں۔ اگر مذہب کا معاملہ ہوتا تو اُن کی کوئی حیثیت ہی نہ رہتی۔ لیکن جب مذہب کو ایک طرف نکال دیا گیا تو اب سبھی برابر کے شہری ہیں۔ اس طرح یہودیوں نے برابر کے حقوق حاصل کر لیے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک ڈالر کے نوٹ پر اہرامِ مصر کے نیچے لکھا ہوا ہے: ''NOVUS ORDO SECLORUM'' یعنی ہمیں نیو سیکولر ورلڈ آرڈر بنانا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی جو 1776ء لکھا ہوا ہے اس کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ امریکہ کی آزادی کا سال ہے اور یہی وہ سال ہے جب یہودیوں نے ''آرڈر آف الیومیناٹی'' بنایا تھا۔ اسی طرح یہودیوں نے سود خوری کے لیے یورپ میں اجازت حاصل کی۔ اس سے پہلے وہاں جب تک پوپ کی حکومت تھی دونوں قسم کا سود ممنوع تھا' یعنی مہاجنی سود (usury) اور کمرشل انٹرسٹ۔ مہاجنی سود جو عام طور پر ذاتی استعمال کے لیے بڑی شرح کے ساتھ دیا اور لیا جاتا ہے' یہ ہمارے ہاں بھی ابھی تک موجود ہے۔ مختلف شہروں میں سود خوروں کے بڑے بڑے اڈے ہیں اور ان کی بہت بڑی طاقت ہے۔ تو یہودیوں نے یورپ میں سود کی اجازت لی۔ کیلون (Calven) نے ایک کتاب لکھی جس کے نتیجے میں سود کو جائز قرار دیا گیا۔ اور یہ سب پوپ کے خلاف بغاوت کر کے ہوا۔ پوپ سے بغاوت کر کے پہلا چرچ جو قائم کیا گیا وہ ''چرچ آف انگلینڈ'' تھا اور پھر پہلا بینک جو دنیا میں قائم ہوا وہ ''بینک آف انگلینڈ'' تھا۔ تب انگلینڈ کے بارے میں یہودیوں نے کہا کہ یہ تو ہمارا اسرائیل ہے' ہمیں تو یہاں جنّت مل گئی ہے' ہم یہاں آ گئے ہیں اور برابر کے شہری ہیں' ہمیں شہریت کے سارے حقوق حاصل ہو گئے۔ پھر یہودیوں نے دنیا میں بینکنگ کا باقاعدہ نظام قائم کیا اور بینکوں کا جال بچھا دیا۔ اس پر علامہ اقبال کہتے ہیں ؎

ایں بنوک ایں فکرِ چالاکِ یہود
نورِ حق از سینۂ آدم ربود

کہ یہ بینکوں کا نظام یہودیوں کے چالاک فکر کا نتیجہ ہے' اور اللہ نے انسان کے اندر اپنا جو نور پھونکا تھا انہوں نے اسے نکال باہر کر دیا۔ اب انسان حیوان بن کر رہ گیا ہے۔ یہی معاملہ شرم و حیا اور عفت و عصمت کا ہے۔ 1897ء میں سوئزرلینڈ کے شہر برسلز کے اندر انہوں نے باقاعدہ طور پر جو ''Protocols of the Elders of Zions'' مرتب کیے اس میں یہی لکھا ہے کہ شرم و حیا کی یہ ساری اقدار ختم کر کے انسانوں کو اپنی شہوات اور خواہشات کا غلام بنا دیا جائے۔ انہیں حیوان بنا دیا جائے' تا کہ پھر ہم ان حیوانوں کو استعمال کر سکیں۔ اور جیسے گھوڑے کو تانگے میں یا بیل کو ہل میں جوتا جائے تو انہیں کچھ کھلایا بھی جاتا ہے' تا کہ وہ اگلے دن بھی کام کر سکیں' ایسے ہی یہودیوں کی پالیسی ہے کہ ہم پوری دنیا کے ان انسان نما حیوانوں کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کریں گے' لیکن ان کی کمائی میں سے کچھ نہ کچھ ہم ان کو بھی دیتے رہیں گے۔ ان کی کمائی کی جو اصل ملائی ہے وہ ہم سود کے ذریعے کھینچ لیں گے اور تلچھٹ ان کے لیے چھوڑ دیں گے۔ تو درحقیقت ان تینوں چیزوں کا مرجع' منبع اور سرچشمہ یہود ہیں۔

دجّالیت کے زمینی مظاہر

اب ذرا نیچے آیئے۔ یہ تو ہوا سیاسی' معاشی اور سماجی سطح پر دجّالیت کا مظہر یا آفاقی فساد۔ اب دیکھئے کہ زمین پر کیا ہو رہا ہے۔ جب یو ایس ایس آر ختم ہوا تو امریکہ کو سول سپریم پاور آن اَرتھ ہونے کی حیثیت حاصل ہو گئی۔ اِس وقت امریکہ بے شک بہت بڑی طاقت ہے۔ لیکن یاد رہے کہ دوسری عالمی جنگ سے پہلے امریکہ کسی بین الاقوامی معاملے میں نہیں آیا تھا۔ آپ کو معلوم ہے کہ امریکہ دو سمندروں کے مابین ہے۔ ایک طرف بحر اوقیانوس (Atlantic Ocean) اور دوسری طرف بحر الکاہل (Pacific Ocean) ہے اور امریکہ گویا ان دو کے درمیان ایک بہت بڑا جزیرہ ہے۔ دوسری عالمی جنگ سے پہلے اسے باقی دنیا سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ اس نے جو بھی ترقی کی ہے اپنے اندر رہ کر کی ہے۔ دوسری عالمی جنگ میں جرمنی چھا گیا تھا اور اس نے سارا یورپ فتح کر لیا تھا۔ فرانس وغیرہ کی تو کوئی حیثیت ہی نہیں تھی' اُس نے برطانیہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دی تھی۔ لندن پر اتنی بمباری کی کہ یہ شہر پہچانا نہیں جاتا تھا۔ اس موقع پر چرچل نے امریکہ کا دورہ کیا اور بڑی کوشش کی کہ کسی طرح امریکہ اس جنگ میں ہمارا ساتھ دے تا کہ جرمنی اور جاپان کو شکست ہو۔ لیکن امریکہ مسلسل انکار کر رہا تھا۔ اس کے بعد جاپان کی طرف سے پرل ہاربر (Pearl Harbour) کا واقعہ ہوا۔ یہ بات یقین سے نہیں کہی جا سکتی کہ وہ بھی یہود کی سازش سے ہوا یا جاپان نے جان بوجھ کر کیا۔ پرل ہاربر بحر الکاہل میں ایک بہت بڑی امریکی بندرگاہ ہے' یہاں پر ایک بہت بڑا نیول بیس تھا۔ اس پر جاپانیوں نے اچانک بغیر کسی وارننگ کے حملہ کر دیا اور بہت سے جہاز غرق کر دیے۔ ان کے بے شمار لوگ قتل ہو گئے اور بہت بڑی بربادی اور تباہی آئی۔ اس کے نتیجے میں گویا یہ شیر جو اپنی کچھار میں سویا ہوا تھا' اسے میدان میں نکلنا پڑا۔ اس کے بعد اس جنگ کا پانسہ پلٹ گیا۔ جرمنی کی بھی کمر ٹوٹ گئی اور جاپان کے دو شہروں ہیروشیما اور ناگاساکی پر امریکہ نے جو ایٹم بم گرائے تو اس سے اس کا بھرکس نکل گیا۔ تو اُس وقت سے امریکہ میدان میں آیا ہے۔ لیکن اس کے بعد بھی تقریباً چالیس پینتالیس برس تک امریکہ روئے ارضی کی واحد سپریم پاور نہیں بنا تھا' بلکہ ایک مدِمقابل اس کے سامنے کھڑا تھا' اور وہ یو ایس ایس آر تھا۔

1917ء میں روس میں جو انقلاب آیا تھا تو اس کے بعد کمیونزم اس تیزی کے ساتھ بڑھا کہ پورا مشرقی یورپ اس کی لپیٹ میں آ گیا' چائنا بھی کمیونسٹ ہو گیا۔ یہاں تک کہ لاطینی امریکہ میں بھی کمیونزم پہنچ گیا۔ کیوبا ابھی تک کمیونسٹ سٹیٹ ہے۔ تو یہ طوفان اس تیزی سے اٹھ رہا تھا کہ امریکہ کو سرتوڑ کوشش کرنی پڑی کہ اسے کسی طریقے سے روکا جائے' اس کے آگے بند باندھا جائے۔ اسی مقصد کے لیے MEDO بنی' CENTO بنی' SEATO بنی اور پھر NATO بنی۔ اور یہ بھی نوٹ کر لیجیے کہ ایک

طرف کمیونزم کا سیلاب آ رہا تھا تو دوسری طرف فضا کی تسخیر میں روس سب پر بازی لے گیا' سائنس میں بازی لے گیا۔ دنیا میں سب سے پہلے روس کے خلانورد خلا کے اندر گئے۔ تو امریکہ کانپ رہا تھا اور اس کی ساری بھاگ دوڑ اس پر مرکوز تھی کہ کسی طرح اس طاقت کو نیچا دکھایا جائے۔ لہٰذا سینٹو' سیٹو اور نیٹو وغیرہ سب کے سب معاہدے روس کے گھیراؤ کے لیے تھے۔ بہرحال امریکہ کی کوششوں سے ایک طرف یو ایس ایس آر کی اکانومی بیٹھ گئی اور دوسری طرف روس سے خاص طور پر جو حماقت ہوئی وہ یہ تھی کہ وہ افغانستان پر حملہ آور ہو گیا۔ اب یہاں روس کے مقابلے کے لیے افغان کھڑے ہو گئے اور امریکہ نے اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے ان کی بہت مدد کی اور انہیں استعمال کیا۔ اسے بہترین موقع مل گیا کہ مریں گے افغان جبکہ پیسہ ہم دیں گے' ہتھیار ہم فراہم کریں گے۔ چنانچہ ڈالروں سے بھرے بڑے بڑے بکس افغانستان پہنچنا شروع ہو گئے۔ اُس وقت افغان مجاہدین بڑی بڑی شاندار قسم کی گاڑیوں کے اندر گھوما کرتے تھے۔ یہ سب پیسہ امریکہ کا تھا' ہتھیار امریکہ کے تھے۔ امریکہ نے انہیں سٹنگر میزائل دے دیا جو روس کی شکست کی اصل وجہ بنا۔ اب چونکہ یو ایس ایس آر ختم ہو گیا تو امریکہ کو سول سپریم پاور آن اَرتھ کی حیثیت حاصل ہو گئی۔ میں نے پوری تاریخ آپ کے سامنے رکھ کر بتا دیا ہے کہ امریکہ بین الاقوامی معاملات میں پہلے نہیں آیا تھا۔ جس طرح ابھی چین بین الاقوامی معاملات میں آنے کو تیار نہیں۔ وہ اپنی معاشی ترقی میں لگا ہوا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اپنی اکانومی کو اتنا مضبوط کر لے کہ پھر بڑی سے بڑی طاقت بھی اس سے نہ ٹکرا سکے۔ بہرحال امریکہ اپنے ہاں ترقی میں مگن تھا۔ لیکن پھر یہودیوں کی سازش سے یا جاپانیوں کی اپنی حماقت کہ انہوں نے جا کر پرل ہاربر پر حملہ کر دیا جس سے امریکہ کو بہت بڑا نقصان پہنچا' جس کے نتیجے میں وہ میدان میں آیا اور پھر جرمنی اور جاپان کو شکست ہوئی۔ اس کے بعد پھر صرف ''کولڈ وار'' رہ گئی۔ ''ہاٹ وار'' اس لیے نہیں ہوئی کہ ایٹمی ہتھیار اُدھر بھی تھے اور اِدھر بھی تھے۔ پچھلی صدی کا نصف ثانی اس کیفیت میں گزرا کہ دونوں طرف سے میزائل ایک دوسرے کا نشانہ لیے تیار حالت میں تھے۔ خطرہ یہ ہوتا تھا کہ کبھی اتفاقاً بھی کوئی بٹن دب گیا تو دنیا ختم ہو جائے گی۔ اس لیے کہ پھر جو جنگ ہو گی وہ ایٹمی جنگ ہو گی۔ اس کے بعد دنیا نہیں رہے گی' بلکہ ختم ہو جائے گی۔ لیکن بہرحال اس کے بعد امریکہ سول سپریم پاور آن ارتھ بن گیا۔

امریکہ میں اعلیٰ سطح کے پالیسی ساز اداروں میں ان کے فہیم عناصر (intellectuals) بیٹھے ہوئے ہیں اور پچھلی صدی کی آخری دہائی سے ان تھنک ٹینکس کی سوچ کا محور یہی ہے کہ اپنی اس پوزیشن کو کیسے برقرار رکھنا ہے۔ چنانچہ وہ اسی پر غور وخوض کرتے ہیں کہ اکیسویں صدی کو امریکہ کی صدی بنانا ہے تو اس کے لیے انہیں کیا کرنا ہو گا۔ یعنی امریکہ کو دنیا کے پولیس مین کی حیثیت حاصل ہو جائے۔ کسی بھی جگہ کچھ بھی ہو وہ اس کی اجازت سے ہو۔ جنگ ہو تو اس کی اجازت سے ہو' صلح ہو تو اس کی اجازت سے ہو۔ ان تھنک ٹینکس کے پیش نظر دوسری چیز یہ ہے کہ اس دجالی تہذیب اور تمدن کو بقاء اور دوام دینا ہے۔ یہ دجالی تہذیب جو یہودیوں کے ذریعے سے پچھلے تین سو برس میں اُبھری ہے اب اس کو برقرار رکھنا ہے۔ کوئی دوسری تہذیب اس کے مقابلے میں نہ آنے پائے' کوئی تہذیب اس کو چیلنج نہ کرنے پائے۔ دجالیت کی جو تین سطحیں میں نے گنوائی ہیں ان کو پوری طرح برقرار رکھنا ان کا مطمح نظر ہے۔

اس کے علاوہ ان کا ایک تیسرا مقصد بھی ہے۔ دراصل اس ساری منصوبہ بندی کے پیچھے اصل دماغ صیہونیوں (Zionists) کا ہے اور صیہونی دو طرح کے ہوتے ہیں' یہود اور عیسائی۔ تو ان دونوں کا جو پانچ نکاتی ایجنڈا ہے اس کو مکمل کرنا ان کا تیسرا مقصد ہے۔ میں کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں کہ مشرقِ وسطیٰ میں ایک بہت بڑی خونریز جنگ ہونی ہے جسے احادیث میں 'الملحمة العظمٰی'' کہا گیا ہے۔ اسے ''ہرمجدون'' (Armageddon) بھی کہا جاتا ہے۔ صیہونیوں کا مقصد ہے گریٹر اسرائیل کا قیام' جس میں مشرقِ وسطیٰ کے تقریباً تمام ممالک آ جائیں گے۔ پھر یہ کہ مسجد اقصیٰ اور قبۃ الصخرۃ (Dome of the Rock) کو گرانا' تاکہ وہ تھرڈ ٹیمپل تعمیر کریں اور اس میں وہ تختِ داؤدؑ (Throne of David) لا کر رکھ دیں۔ اِس وقت یہ ویسٹ منسٹر ایبے کے اندر رکھا ہوا ہے۔ یہ وہ پتھر ہے جس پر بٹھا کر حضرت داؤد علیہ السلام کی تاجپوشی کی گئی تھی۔ یہ اب ایک کرسی میں ایک سیٹ کے طور پر لگا ہوا ہے۔ ان کا چوتھا مقصد عالم اسلام کے وسائل خاص طور پر تیل پر قبضہ کرنا ہے۔ یہود اور امریکہ کے مقاصد کو سمجھنا بہت ضروری ہے' ان کے یہ چاروں مقاصد ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں' جیسے ایک رسی ہوتی ہے جو مختلف لڑیوں سے بٹ کر بنائی جاتی ہے۔

بش ڈاکٹرائن

اس ضمن میں بش کے دَور کی خاص بات یہ ہے کہ امریکہ کو عالمی رائے عامہ کی کوئی پرواہ نہیں' یو این او اور خود اپنے یورپی اتحادیوں کی بھی کوئی پرواہ نہیں۔ البتہ اس جنگجوئی کے لیے وہ اپنی رائے عامہ کو تیار کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ خاص طور پر وہ جنگیں جو انہوں نے مشرقِ وسطیٰ اور عالم اسلام کے اوپر مسلط کی ہوئی ہیں' اس کے لیے انہیں پیسے کی ضرورت ہے۔ اس کی منظوری کانگریس دیتی ہے اور کانگریس میں عوام کے نمائندے بیٹھے ہوئے ہیں۔ چنانچہ رائے عامہ ہموار کرنے کے لیے ایک سازش گھڑ کر ''Twin Towers'' کو گرایا گیا اور نائن الیون کا واقعہ پیش آیا۔ اس سے پہلے امریکہ میں ایک کتاب بھی لکھی جا چکی تھی: "America needs a Pearl Harbour" کہ امریکہ کو ایک بار پھر پرل ہاربر جیسے واقعہ کی ضرورت ہے۔ جیسے پرل ہاربر کے نتیجے میں وہ امریکی شیر ایک دم دھاڑتا ہوا اپنی کچھار سے نکلا تھا ایسے ہی اب پھر اس بات کی ضرورت ہے کہ امریکہ کو پھر اتنا بڑا نقصان پہنچے جتنا بڑا پرل ہاربر میں پہنچا تھا' تاکہ پوری قوم غصے میں آ کر آواز اٹھائے کہ دشمن کو تہس نہس کر دو۔ یہ بش کی پالیسی (Bush Doctrine) ہے۔ اور بش ڈاکٹرائن میں یہ بھی ہے کہ ہمیں جہاں کہیں سے بھی کوئی اندیشہ ہو گا' چاہے وہاں سے ہم پر کوئی حملہ نہ ہو' ہم وہاں پہلے ہی از خود حملہ کر دیں گے۔ امریکہ کی طرف سے یہ باتیں کھلم کھلا کہی گئی ہیں' حالانکہ پوری دنیا میں اس رائے کے خلاف مظاہرے ہوئے اور بڑے بڑے جلوس نکلے۔ لندن میں جتنا بڑا جلوس نکلا' لندن کی تاریخ میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ لیکن امریکہ نے اپنے ذرائع ابلاغ یعنی الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے ذریعے سے اپنی رائے عامہ کو پوری طرح ہموار کر لیا کہ نائن الیون کا سانحہ مسلمانوں نے کیا ہے' یہ اسامہ نے کیا ہے' القاعدہ نے کیا ہے' ان سے ہمارے وجود کو خطرہ ہے لہٰذا ان پر ٹوٹ پڑو۔ اس کے لیے انہوں نے اپنے ہاں شہری حقوق اور شہری آزادیوں کو معطل کیا جو اُن کے لیے بہت قابلِ فخر چیزیں تھیں۔ ان کے اندر انہوں نے کٹوتیاں کیں۔ یہ ساری سکیم محض اس لیے تیار کی گئی تاکہ امریکی رائے عامہ بش کی جنگجوئی کے لیے مواد فراہم کرتی رہے اور کانگریس سے پیسے کی منظوری ملتی رہے۔ ان جنگوں اور پالیسیوں پر ان کا اربوں ڈالر روزانہ کا خرچ اٹھ رہا ہے۔ (جاری ہے)

عہدے امانت ہیں ان میں خیانت نہ کریں!

ڈاکٹر محمد واسع ظفر

کسی بھی معاشرہ کو ظلم وزیادتی سے پاک کرنے، اس میں باہمی اعتماد واعتبار، عدل وانصاف اور امن وسکون کی فضا قائم کرنے میں جن اقدار کا اہم رول ہوتا ہے ان میں سے ایک امانت داری بھی ہے۔ یہ ایک ایسی بنیادی قدر ہے جسے کسی سماج کے ہر ایک فرد کے اندر پیدا کیے بغیر اس سماج کو خوف، عدم اعتمادی، خیانت، دھوکہ دہی اور ظلم وزیادتی جیسی برائیوں سے پاک نہیں کیا جاسکتا اور تمام طرح کی مالی فراوانی اور دنیوی وسائل کی موجودگی کے باوجود اس میں چین وسکون اور عافیت کی زندگی گزارنا ممکن نہیں بنایا جاسکتا۔ اس لیے ہر دور اور ہر معاشرہ میں خواہ اس کا تعلق کسی بھی مذہب اور تہذیب سے ہو، امانت داری کو پسند کیا گیا ہے۔ اسلام چونکہ دین فطرت ہے اور دنیا کو زندگی گزارنے کے لیے ایک بہتر جگہ بنانا (To make the world a better place for living) اس کے مقاصد میں سے ہے اس لیے انسانیت کی اس ضرورت کا خیال رکھتے ہوئے اس میں امانت داری کو ایک اہم مقام عطا کیا گیا ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے امانت داری کو ایمان کا لازمی جزو قرار دیا ہے۔ آپؐ اپنے خطبوں میں اکثر فرمایا کرتے تھے:

((لا ایمان لمن لا امانة له و لا دین لمن لا عهد له)) (مشکوٰۃ) ''اس کا کوئی ایمان نہیں جو امانتدار نہیں اور اس کا کوئی دین نہیں جو عہد کا پورا نہیں۔''

قرآن کریم میں بھی امانت کی ادائیگی پر سخت تاکید کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں انہیں پہنچاؤ اور جب لوگوں کا فیصلہ کرو تو عدل وانصاف سے فیصلہ کرو، یقیناً وہ بہتر چیز ہے جس کی نصیحت تمہیں اللہ کر رہا ہے، بے شک اللہ سنتا ہے، دیکھتا ہے۔'' (النساء:58)

نیز فرمایا: ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْخَآئِنِیْنَ ۞﴾ (الانفال)

''بے شک اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔''

اس کے ساتھ ہی امانت داروں کے لیے قرآن میں جنت کی بشارت دی گئی ہے جو بڑی کامیابی کی ضمانت ہے۔ ارشاد ہے:

''اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی حفاظت کرنے والے ہیں، اور وہ جو اپنی گواہیوں پر قائم رہنے والے ہیں، اور وہ جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہیں، یہی لوگ (بہشت کے) باغات میں مکرم ومعزز ہوں گے۔'' (المعارج:32 تا 35)

ان ارشادات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ صفت امانت داری اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک کتنی اہم اور پسندیدہ چیز ہے۔ لیکن دوسری اقوام کا تو کیا گلہ کیا جائے، خود مسلمانوں کے اندر اب یہ صفت عنقا ہوتی جارہی ہے۔ عوام تو عوام، تعلیم یافتہ اور خواص کے طبقے میں بھی یہ صفت ناپید ہوتی جارہی ہے جس کی وجہ سے پورا معاشرہ فسادات کی نذر ہوتا جارہا ہے۔ اس کی ایک بڑی وجہ جہاں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کے تئیں ہماری عدم وفاداری اور اسلامی اقدار سے ہماری مجرمانہ روگردانی ہے وہیں اس کی دوسری وجہ اسلامی تعلیمات سے دوری کی وجہ سے امانت داری کا ناقص فہم و تصور بھی ہے۔ عام طور پر امانت اس چیز کو کہتے ہیں جس کا کسی کو ذمہ دار اور امین بنایا جائے یا جس کے سلسلہ میں کسی پر اعتبار کیا جائے۔ اس لیے امانت داری کے سلسلہ میں لوگوں کا ذہن صرف اس طرف جاتا ہے کہ اگر کسی نے کچھ روپیہ یا مال واسباب یا دیگر کوئی اور چیز ہمارے پاس رکھ چھوڑا ہے تو ہم اس کے امین ہیں اور جب وہ اسے طلب کرے تو بلا کسی کمی کے ہم اسے واپس کردیں۔ بلاشبہ یہ بھی امانت داری ہے لیکن اسلام میں امانت داری کا تصور یہیں تک محدود نہیں ہے بلکہ انسانی زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی ہے۔ 'امانت' دراصل ایک وسیع مفہوم کا حامل لفظ ہے جس کے دائرہ میں اللہ کے وہ تمام حقوق بھی آتے ہیں جو بندوں پر عائد ہیں جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، کفارہ، نذر وغیرہ اور بندوں کے آپس کے وہ تمام حقوق بھی شامل ہیں جو ایک دوسرے پر عائد ہیں جنہیں حقوق العباد کہا جاتا ہے۔ اس فکر پر سورۃ الانفال کی آیت 27 دلالت کرتی ہے:

''اے ایمان والو! خیانت نہ کرو اللہ کی اور رسولؐ کی اور خیانت نہ کرو اپنی امانتوں میں جب کہ تم جانتے ہو۔''

یہاں اللہ اور رسولؐ کی خیانت کرنے سے باز رہنے سے مراد ان کے حقوق کو تلف کرنے سے باز رہنا ہے۔ درحقیقت انسان کا مال واسباب، اس کی صحت وتندرستی بلکہ پوری زندگی ہی اللہ کی امانت ہے کیوں کہ اللہ کا ارشاد ہے:

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں اور ان کے مالوں کو اس بات کے عوض خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی۔'' (التوبۃ:111)

جب جان اور مال دونوں بک گئے تو اب جو یہ چیزیں ہمارے پاس موجود ہیں وہ اللہ کی امانت ہی ہوئیں اور اللہ نے اپنی عنایت سے ان میں تصرف کا اختیار دیا ہوا ہے تو ان میں اللہ کی منشاء کا خیال رکھنا واجب ہے۔

اسی طرح امانت داری کا اطلاق سیاسی اور انتظامی امور میں بھی ہے؛ ہر چھوٹا بڑا عہدہ امانت ہے اور ایک کلرک سے لے کر صدر مملکت تک ہر چھوٹے بڑے حکام، ملوک، رؤسا، وزراء سب امانتدار ہیں، ان پر لازم ہے کہ جو عہدے انہوں نے اپنے ذمہ لیے ہیں ان کی ذمہ داری شریعت اسلامیہ کے دیئے گئے اصولوں کی روشنی میں پوری کریں، ان سے عوام کے جو حقوق وابستہ ہیں ان کا خیال رکھیں اور ان میں کسی قسم کی خیانت نہ کریں۔ ان میں جو کوئی بھی خیانت کا مرتکب ہوگا، گنہگار ٹھہرے گا اور بوقت حساب پکڑا جائے گا۔ اسی طرح مسجدوں کے متولی، امام و مؤذن، مدرسوں کے مدرسین ومہتمم، عصری تعلیمی اداروں کے اساتذہ وسربراہان، دارالقضاء کے قاضی، بیت المال کے نگراں، اوقاف کے ذمہ داران، فلاحی اداروں کے سیکرٹری ومنتظمین یہ سب امانتدار ہیں۔ ان سب پر یہ لازم ہے کہ اپنے دائرہ اختیار میں آنے والی ذمہ داریوں کو حسن وخوبی کے ساتھ ادا کریں بصورت دیگر اللہ کے سامنے جوابدہی کے لیے تیار رہیں۔

عہدوں کا امانت ہونا صرف منطقی طور پر ہی نہیں بلکہ رسول پاک ﷺ سے صراحتاً بھی ثابت ہے۔ مشہور صحابی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے ایک بار آپؐ سے امارت (سرکاری عہدہ) کی خواہش ظاہر کی تو آپؐ نے ارشاد فرمایا:

''اے ابوذرؓ! تو کمزور ہے اور بلاشبہ یہ (امارت) امانت ہے اور یہ قیامت کے دن کی رسوائی اور شرمندگی ہے سوائے اس شخص کے جس نے اس کے حقوق پورے کیے اور اس سلسلہ میں جو ذمہ داریاں اس پر عائد تھیں اس کو ادا کیا۔'' (صحیح مسلم، کتاب الامارۃ)

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے نہ صرف عہدوں کو امانت بتایا بلکہ اس بات کی طرف اشارہ بھی دیا کہ جو شخص کسی منصب کی متعلقہ ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو، اسے اس منصب سے باز رہنا چاہیے۔ کیوں کہ آخرت میں وہ اس کی رسوائی کا سبب بن سکتا ہے۔ بروز جزا اللہ رب العزت ایک ایک عہدہ دار اور ذمہ دار سے اس کی ذمہ داریوں کے سلسلہ میں حساب لینے والا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''تم میں سے ہر شخص نگران ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا: لوگوں کا حکمران ان کا نگران ہے اور اس سے ان لوگوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا، اور آدمی اپنے گھر والوں کا نگران ہے اس سے ان کے بارے میں سوال کیا جائے گا، اور عورت اپنے شوہر کے گھر کی اور اس کی اولاد کی نگران ہے اس سے ان کے بارے میں سوال کیا جائے گا، اور آدمی کا غلام (خادم) اپنے آقا کے مال کا نگران ہے اس سے اس کے بارے میں سوال کیا جائے گا، پس تم میں سے ہر ایک شخص نگران ہے اور اس سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔''

(صحیح ابن حبان، کتاب السیر، باب ذِکر)

ایک دوسری حدیث میں ان سوالات کی نوعیت کو بھی واضح کر دیا گیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

''بے شک اللہ تعالیٰ ہر نگران سے اس کی نگرانی کے بارے میں سوال کرے گا کہ کیا اس نے اس کی حفاظت کی ہے یا اسے ضائع کر دیا ہے۔'' (صحیح ابن حبان، کتاب السیر، باب ذکر)

معاشرتی، سیاسی اور انتظامی امور میں امانت داری کا یہی وہ تصور ہے جو اسلامی اور غیر اسلامی معاشرت و نظام حکومت میں امتیاز پیدا کرتا ہے۔ اسلامی نظام میں جہاں عہدے اور ذمہ داریاں امانت تصور کیے جاتے ہیں وہیں غیر اسلامی نظام میں انہیں مراعات (Privilege) سمجھا جاتا ہے جو اللہ کے سامنے جوابدہی کا تصور نہ ہونے کی وجہ سے لازماً خیانت کی طرف لے جاتا ہے۔ حکومتی عہدوں میں رہ کر جو لوگ عدل و انصاف کا معاملہ نہیں کرتے، عوام کے جو حقوق ان سے وابستہ ہیں انہیں ادا نہیں کرتے اور ان کے ساتھ احسان و خیر خواہی کا معاملہ نہیں کرتے ان کے سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کے ارشادات بہت سخت ہیں۔ آپؐ نے فرمایا:

''جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو کسی رعیت کا حاکم بناتا ہے اور وہ خیر خواہی کے ساتھ اس کی حفاظت نہیں کرتا تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔'' (صحیح بخاری)

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''اگر کوئی شخص مسلمانوں میں سے کچھ لوگوں کا والی (حاکم) بنایا گیا اور اس نے ان کے معاملہ میں خیانت کی اور اسی حالت میں مر گیا تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام کر دیتا ہے۔'' (صحیح بخاری)

یہاں خیانت سے مراد عہدہ کی ذمہ داریوں کو پورا نہ کرنا ہے جس کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں؛ مثلاً ان کے حقوق پورے طور پر نہیں دیئے، یا رعایا کا جو کام ان کے ذمہ تھا اسے نہیں کیا یا جتنا وقت حکومت کی طرف سے رعایا کے لیے متعین تھا اس میں کمی کی یا دوسرے کاموں میں ضائع کر دیا اور کام کا حق ادا نہیں کیا یا متعلقہ شعبہ کے اشیاء و اموال جو درحقیقت عوام کا سرمایہ ہیں، کا بے جا یا ضرورت سے زیادہ استعمال کیا یا بیت المال سے اپنی مقرر شدہ تنخواہ سے زیادہ لے لیا وغیرہ۔ آخر الذکر صورت کے سلسلے میں نبی کریم ﷺ کا واضح ارشاد موجود ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''ہم جس کو کسی کام کا عامل بنائیں اور ہم اس کی کچھ روزی (تنخواہ) مقرر کر دیں پھر وہ اپنے مقررہ حصہ سے جو زیادہ لے گا وہ خیانت ہے''۔ (سنن ابی داؤد)

اسی طرح رشوت ستانی کے ذریعہ متعلقہ ادارہ اور عوام کے مفاد کو نقصان پہنچانا بھی خیانت کی ایک شکل ہے۔ نیز کسی سرکاری محکمہ کا ملازم اگر رشوت لے کر کوئی ایسا کام کرے جو حکومت کے طے شدہ اصول وضوابط کے خلاف ہو تو یہ بھی خیانت ہے کیوں کہ جس کام کے لیے حکومت نے اسے متعین کیا اور جس کام کی اسے تنخواہ دی جاتی ہے وہ کام اس نے نہیں کیا۔ اور اگر رشوت کسی جائز کام کے لیے لیا تو یہ اس فرد پر ظلم بھی ہے جس سے رشوت لی۔ ایک روایت میں ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ نے رشوت دینے اور رشوت لینے والے (دونوں) پر لعنت فرمائی ہے''۔ (سنن ابی داؤد)

آپؐ سے یہ بھی روایت ہے کہ ''رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں جہنم میں ہیں''۔ (کنز العمال، کتاب الامارت) اس لیے ہر اس شخص کو جو آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور کسی دنیوی عہدہ پر فائز ہو، اسے نہ صرف رشوت بلکہ تحفہ تحائف کو قبول کرنے سے بھی گریز کرنا چاہیے کیوں کہ عموماً وہ کسی مقصد کے تحت ہی دیئے جاتے ہیں اور انسان ان سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی سرکاری ملازم کا اپنے فرض منصبی کی ادائیگی کے دوران کسی صاحب معاملہ سے تحفہ قبول کرنے کو سخت ناپسند کیا ہے۔ آپؐ نے ایک شخص کو زکوٰۃ، جزیہ اور ٹیکس وغیرہ وصول کرنے کے لیے عامل مقرر کیا، اپنے کام پورے کر کے جب وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لوٹے تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! یہ مال آپ کا ہے اور یہ مال مجھے تحفہ دیا گیا ہے۔ اس پر رسول پاک ﷺ سخت نالاں ہوئے اور فرمایا:

''پھر تم اپنے ماں باپ کے گھر ہی میں کیوں نہیں بیٹھے رہے اور پھر دیکھتے کہ تمھیں کوئی تحفہ دیتا ہے یا نہیں؟'' (صحیح بخاری)

آپؐ نے اتنا ہی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ مسجد میں خطبہ دیا اور اللہ کی حمد وثنا کے بعد ان ہی باتوں کا مجلس عام میں اعادہ کیا اور لوگوں کو خیانت کے وبال سے خوف دلایا۔

خیانت کی ایک اور شکل ہے ادارہ یا محکمہ کے سربراہ کو غلط مشورے دینا۔ ایک موقع پر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جس سے مشورہ طلب کیا جائے وہ امانت دار ہے۔''

(سنن ابن ماجہ)

یعنی اسے امانت داری کا لحاظ کرتے ہوئے صحیح اور مفید مشورہ دینا چاہیے۔ جس طرح امانت میں خیانت جائز نہیں، اسی طرح کسی کو غلط مشورہ دینا بھی جائز نہیں۔ اس حدیث کا سیدھے طور پر اطلاق سرکاری محکموں اور غیر سرکاری تنظیموں کے مشاورتی بورڈوں (Advisory Boards) پر بھی ہوگا یعنی وہ سب بھی امانت دار قرار پائیں گے۔ مثال کے طور پر کابینہ، پارلیمنٹ، پارلیمانی کمیٹی،

اسمبلی، دستور ساز کونسل، ضلع پریشد، پنچایت، یونیورسٹیوں کی اکیڈمک کاؤنسل(Academic Council)، سینٹ (Senate)اورسنڈیکیٹ(Syndicate) کے ممبران اوراسی طرح مساجد، مدارس، اوقاف کی کمیٹیوں وغیرہ کے ارکان یہ سب امانت دار ہیں اور ان سے ان کی امانتوں کے سلسلہ میں پوچھا جائے گا۔ ان سب کو چاہیے کہ ذاتی مفاد سے اوپر اٹھ کر اپنے اپنے اداروں اور قوم وملت کی فلاح کو پیش نظر رکھ کر اپنے سربراہان کو مشورے دیا کریں۔

خیانت کی ایک اور بھی شکل ہے: وہ ہے کام، منصب یا ذمہ داری کسی ایسے شخص کو سپرد کرنا جو اس کا اہل نہ ہو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جب امانت ضائع کی جائے تو قیامت کا انتظار کرو“۔ پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! امانت کس طرح ضائع کی جائے گی؟ (آپؐ نے) فرمایا: ”جب کام نااہل لوگوں کے سپرد کردیے جائیں تو قیامت کا انتظار کرو۔“ (صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب رفع الأمانة)

اس حدیث سے بالکل واضح ہے کہ ذمہ داری نااہلوں کے سپرد کرنا بھی خیانت ہے اور دور حاضر میں تو یہ ایک بڑا فتنہ ہے کہ حکومت کے اہم مناصب یا تو تعلقات کی بنیاد پر دیئے جاتے ہیں یا سیاسی ہم فکری کی بنیاد پر یا کبھی اس میں اقربا پروری کو دخل ہوتا ہے تو کبھی رشوت ستانی کو۔ اس سلسلے میں ان افراد کے ساتھ ظلم ہوجاتا ہے جو حقیقتاً اس منصب کے اہل ہوتے ہیں اور نااہلوں کو منصب دیئے جانے کے نتائج بد کو ایک عرصہ تک پوری قوم بھگتتی ہے۔ اس لیے حاکم اعلیٰ کو چاہیے کہ اپنے دائرہ اختیار میں لائق ترین افراد کو تلاش کرکے انتظامی اختیارات ان کے سپرد کرے اور ایسے افراد کو تو بالکل نہ سونپے جو عہدے کے حریص ہوں۔ رسول پاک ﷺ کی سیرت سے ہمیں یہی تعلیم ملتی ہے۔ آپؐ نے ایک موقع سے ارشاد فرمایا:

یعنی ”ہم ہرگز کسی ایسے شخص کو عامل مقرر نہیں کریں گے جو عامل بننا چاہے۔“ (صحیح بخاری)

صحیح ابن حبان کے الفاظ اس طرح ہیں:

”اللہ کی قسم! ہم اس کام کا نگراں کسی ایسے شخص کو مقرر نہیں کریں گے جو اسے مانگتا ہو اور نہ ہی کسی ایسے شخص کو مقرر کریں گے جو اس کا لالچ کرتا ہو“

(صحیح ابن حبان، کتاب السیر)

اسی طرح جو لوگ نظام قضا (Judiciary) یا منصب قضا (Post of Adjudicator) سے وابستہ ہوں وہ بھی بدرجہ اولیٰ امانت دار ہیں۔ ان پر یہ ذمہ داری عائد ہے کہ قوانین وشواہد کی روشنی میں سیاسی دباؤ اور ذاتی مفادات سے بلند ہوکر عدل و انصاف کو قائم کریں۔ یہ کوئی معمولی کام نہیں بلکہ بہت بڑی ذمہ داری ہے جس پر ملک میں امن وسکون کے قیام کا انحصار ہے، اس میں خیانت کی وجہ سے انصاف سے محروم افراد قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے پر مجبور ہوسکتے ہیں اور مختلف قسم کے فساد پھیلا کر ملک کا امن وسکون غارت کر سکتے ہیں جیسا کہ موجودہ عالمی منظرنامہ اس کی عکاسی کر رہا ہے۔

ظاہر ہے یہ اسلام کے ایک بنیادی مقصد یعنی ”دنیا کو زندگی گزارنے کے لیے ایک بہتر جگہ بنانا“ کے خلاف ہے اس لیے اس میں خیانت اللہ اور اس کے رسول کو کیسے پسند ہوسکتی ہے؟ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ہر دور میں اس ذمہ داری کو پورا کرنا ایک مشکل امر رہا ہے۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص لوگوں کے درمیان قاضی بنا دیا گیا (گویا) وہ بغیر چھری کے ذبح کردیا گیا۔“ (سنن ابی داؤد)

بغیر چھری کے ذبح کرنے میں جانور کو تکلیف اور مشقت چھری سے ذبح کرنے کے مقابلہ میں یقیناً زیادہ ہوگی۔ تو اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کی مراد یہ ہے کہ جسے قاضی بنایا گیا اسے انتہائی مشقت اور آزمائش میں ڈال دیا گیا۔ آپؐ نے یہ بھی فرمایا: ”قاضی تین طرح کے ہوتے ہیں؛ ایک جنتی اور دو جہنمی۔ رہا جنتی تو وہ ایسا شخص ہوگا جس نے حق کو جانا اور اسی کے موافق فیصلہ کیا، اور وہ شخص جس نے حق کو جانا اور اپنے فیصلہ میں ظلم کیا وہ جہنمی ہے۔ اور وہ شخص جس نے نادانی سے لوگوں کا فیصلہ کیا وہ بھی جہنمی ہے“۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الاقضیۃ)۔

اس کے بالمقابل حکمت اور حق کے ساتھ فیصلہ کرنے والے قاضی کی آپؐ نے تعریف بھی کی۔ ارشاد فرمایا:

”رشک بس دو آدمیوں پر ہی کیا جانا چاہیے؛ ایک وہ شخص جسے اللہ نے مال دیا پھر اس نے اسے حق کے راستے میں خرچ کیا اور دوسرا وہ شخص جسے اللہ نے حکمت (قرآن، حدیث وفقہ کا علم) عطا کی اور وہ اس کے موافق فیصلے کرتا ہے اور اس کی لوگوں کو تعلیم دیتا ہے۔“ (صحیح بخاری)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپؐ نے ان کے تعلق سے فرمایا:

”(دنیا میں) انصاف کرنے والے لوگ قیامت کے دن رحمان کے دائیں طرف نور کے ممبروں پر ہوں گے۔“ (صحیح ابن حبان، کتاب السیر)

اسی طرح ایک روایت میں ہے کہ جن سات قسم کے لوگوں کو اللہ پاک قیامت کے دن عرش کے سائے میں جگہ دیں گے ان میں ایک عادل حکمران بھی ہوگا۔

(صحیح ابن حبان)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ آخرت میں صرف وہ لوگ سرخرو ہوں گے جنہوں نے دنیا میں اپنے منصب اور عہدوں کو امانت سمجھ کر اس کی ذمہ داریوں کو عدل واحسان کے ساتھ انجام دیا ہوگا جو کہ آسان کام نہیں ہے اور جس نے اپنی ذمہ داریوں میں خیانت کی ہوگی وہ وہاں رسوا اور ذلیل کیا جائے گا اور جہنم اس کا ٹھکانہ ہوگا۔

اللہ سے دعا ہے کہ وہ اس سیہ کار کی لغزشوں کو بھی معاف فرمائے اور اپنی منشاء کے مطابق بقیہ زندگی گزارنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ نیز امت کے اندر امانت داری کے مٹتے ہوئے احساس کو بیدار فرمائے اور اس سلسلہ میں راقم کی اس حقیری کوشش کو قبول فرمائے۔ آمین!

ضرورت رشتہ

☆ رینالہ خورد ضلع ساہیوال میں رہائش پذیر، آرائیں اہلحدیث فیملی کو اپنی حافظ قرآن بیٹی، عمر 30 سال، تفسیر قرآن کورس، تعلیم ایم اے انگلش، قد 5 فٹ کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0305-5966926

☆ کشمیری فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 33 سال، تعلیم ایم بی اے، دینی مزاج کے حامل کے لیے کنواری، لیٹ میرج، خلع یافتہ یا مطلقہ (بغیر اولاد) کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0323-4777954

☆ لاہور میں رہائش پذیر کشمیری بٹ فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 33 سال، تعلیم ایم فل انگلش کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ، برسرروزگار لڑکے کا لاہور سے رشتہ درکار ہے۔ والدین رابطہ کریں۔

برائے رابطہ: 0336-0033133

حضرت برزہ رضی اللہ عنہا بنت مسعود ثقفیؓ

فرید اللہ مروت

حضرت برزہ رضی اللہ عنہا نہایت عظیم المرتبت صحابیہ تھیں۔ حضرت مسعود رضی اللہ عنہ بن عمرو ثقفی کی صاحبزادی تھیں۔ ان کے کارناموں کی فہرست بڑی طویل ہے۔ طبقات ابن سعد اور سیرت ابن ہشام میں ان کے حالات ملتے ہیں جو انتہائی سبق آموز ہیں اور جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خاتون صبر واستقلال اور عزیمت واستقامت کی ایک عظیم الشان مثال تھیں، جو بیک وقت بہادر وجری بھی تھیں اور عابدہ وزاہدہ بھی، بلاغت وفصاحت میں بھی بہت آگے تھیں اور عزم وہمت میں بھی۔

نام ونسب

نام ’’برزہ‘‘ جس کا معنی ہے پہاڑ کا دشوار راستہ۔ والد کی طرف سے سلسلہ نسب یہ ہے: برزہ بنت مسعود بن عمرو بن عمیر الثقفی۔ والدہ کی طرف سے سلسلہ نسب یہ ہے: امۃ بنت خلف بن وھب بن حذافہ بن جمح۔ حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ تھیں۔

قبولِ اسلام

حضرت برزہ رضی اللہ عنہا ان خوش بخت اور رفیع المنزلت افراد میں سے تھیں جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور قبول اسلام کا شرف حاصل کیا اور آپؐ سے بیعت کی سعادت عظمیٰ سے بہرہ ور ہوئیں۔ کردار کی پاکیزگی اور خدمت خلق کی بناء پر حضرت برزہ رضی اللہ عنہا خاص شہرت کی حامل تھیں۔

علم وکمال

حدیث رسولؐ کی راویہ اور متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی استاد تھیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کی خدمت میں حاضر ہوتے اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث کے سماع کی دولت سے مالا مال ہوتے تھے۔ ان کی زبان میں زور اور عذوبت دونوں کا حسین امتزاج پایا جاتا تھا۔ بہترین خطیب اور پُرجوش مبلغہ اسلام تھیں۔ تحمل اور بردباری ان کے وہ جوہر تھے جو بہت کم لوگوں کے حصے میں آتے ہیں۔

جذبہ جہاد اور بہادری

حضرت برزہ بنت مسعود ثقفیؓ نے سیرت ابن ہشام کی روایت کے مطابق جنگ احد میں شرکت کی۔ یہ جنگ 3 ہجری میں لڑی گئی تھی اور اس میں مسلمانوں سے ایک جنگی لغزش ہوگئی تھی جس کے نتیجے میں مسلمانوں میں گھبراہٹ کے آثار پیدا ہوگئے تھے اور یکا یک جنگ کا نقشہ کچھ اس طرح بدل گیا تھا کہ مسلمانوں کا اس میں ثابت قدم رہنا مشکل ہوگیا تھا۔

اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جن حضرات نے اثبات واستقامت کا ثبوت دیا، ان میں حضرت برزہ رضی اللہ عنہا کا اسم گرامی بھی شامل ہے۔ یہ خاتون اس درجہ بلند ہمت اور عزم وارادے کی مالک تھیں کہ انتہائی خوفناک اور شدید تکلیف دہ حالات میں بھی میدان جنگ میں ڈٹی رہیں۔

جب مسلمانوں میں ہزیمت کے آثار دکھائی دینے لگے تو یہ بہادر خاتون ایک کنارے پر کھڑی تھیں اور ایک اونچے مقام سے تمام معاملات کو بنظر غائر دیکھ رہی تھیں۔ انہوں نے مسلمانوں کو پکارا اور بلند آواز سے کہنا شروع کیا۔

’’مسلمانو! کہاں جارہے ہو؟ میدان جنگ سے بھاگنے کی کوشش کرنا اسلام کے منافی اور بہادری کے تقاضوں کے خلاف ہے۔ یہ دیکھو تمہارے پیغمبر بدستور میدان میں موجود ہیں اور ان پر تیروں کی بوچھاڑ ہورہی ہے لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر صورت میں حالات کا مقابلہ کریں گے۔ تم عجیب مسلمان ہو کہ اپنے پیغمبر کو چھوڑ کر بھاگنے کی کوشش کررہے ہو۔

ہر حال میں استقامت کا ثبوت دو، اپنی گردنیں کٹادو، جان کی بازی لگادو، کفر کی طاقت کے ساتھ پوری طاقت سے ٹکراجاؤ، اپنے پیغمبر کی حفاظت کرو۔ میدان سے بھاگ جانا بہادروں کا شیوہ اور سچے لوگوں کا کام نہیں۔ اگر تم اپنی بات میں صادق ہو، تمہارا مذہب سچائیوں کا جامع ہے، تم اللہ کے پرستار ہو اور صدق دل سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت ورسالت کا اقرار کرتے ہو تو میدان میں ڈٹے رہو اور جواں مردی سے دشمن کے تیر وتفنگ کا مقابلہ کرو، کسی نوع کی کم ہمتی اور کمزوری کا اظہار تمہاری توہین ہے۔

بہادر بھاگنے کے نام سے نا آشنا ہوتے ہیں۔ ان کے مستقبل کے فیصلے میدان جنگ ہی کرتا ہے۔ تمہارے آباء واجداد کی عمریں دشمن سے تصادم اور لڑائیوں میں گزر گئیں، آج تم یہاں سے پیٹھ دکھا کر ان کے نام کو بھی بٹا لگا رہے ہو اور اپنے جذبہ اسلامیت کی بھی اہانت کے درپے ہو۔ ٹھہرو! اپنے مستقبل کا فیصلہ یہیں کرو۔ تعجب ہے عورتیں تو تیروں کی چھاؤں میں کھڑی ہیں اور مردوں پر شکست کے آثار نمایاں ہیں۔‘‘

میدان جنگ میں خدمات

حضرت برزہ رضی اللہ عنہا نے جنگ احد میں انتہائی قابلِ قدر خدمات انجام دیں۔ یہ زخمیوں کی مرہم پٹی بھی کرتی تھیں، مجاہدین کو پانی بھی پلاتی تھیں اور دشمن سے مقابلے کے لئے انھیں اسلحہ بھی فراہم کرتی تھیں۔

جنگ کے بعد خدمات

جنگ سے واپسی کے بعد انہوں نے ایک نہایت اہم خدمت یہ انجام دی کہ شہدائے احد کے گھروں میں جاکر ان کے اہل وعیال کو تسلی دی اور شہادت کے فضائل بیان کئے اور یہ بتایا کہ مسلمان کا اصل کام جہاد ہے۔ جو شخص جہاد سے گریزاں ہے، مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں۔

اسلام کی تعلیم میں جہاد کو جو اہمیت حاصل ہے وہ اور کسی عبادت کو حاصل نہیں۔ انہوں نے کہا کہ جہاد کی متعدد نوعیتیں ہیں، جن میں بنیادی نوعیت میدان جنگ میں جانا اور شمشیر بکف ہو کر دشمن سے برسرِ پیکار ہونا ہے۔

اگر کوئی شخص اس اثناء میں درجہ شہادت پر فائز ہوجانے کا شرف حاصل کرلیتا ہے تو وہ انتہائی خوش نصیب ہے، ان کی اس انداز کی تسلی اور اس اسلوب گفتگو نے شہداء کے ورثاء کو انتہائی متاثر کیا اور ان کے افسوس وحزن کے آثار دور ہوگئے۔

یہ جو مستی ہے تجھے ہستی کی!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

کیا تکبر کرنا ممکن ہے؟ کتنا عجیب سوال ہے! مگر بات سمجھنے سمجھانے کے لیے اہم بھی بہت ہے۔ انجام کے اعتبار سے خوفناک بہت ہے۔ ذرہ برابر تکبر بھی ہوگا تو جنت میں داخل نہ ہو سکے گا۔ ابلیس کا لعین و مردود ہونا اسی بنا پر تو تھا۔ اس نے گھمنڈ میں آدم علیہ السلام کو حقیر جانا اور رب تعالیٰ کی بندگی سے منہ موڑا۔ (’مسلم‘ کی حدیث میں ’تکبر‘ کی تعریف)۔

توجہ سے دیکھا جائے تو تکبر کرنا بڑا مشکل کام ہے۔ خود انسان کے وجود میں قدم قدم تکبر کی راہ میں اتنی رکاوٹیں ہیں کہ ہر قدم پر لال سگنل آن کھڑا ہوتا ہے۔ گھر ہی کا ایک کونہ ایسا ہے جو بنا ہی تکبر توڑنے کو ہے۔ جو انسان کی بے بسی کی علامت ہے۔ نارمل انسان دن میں کئی مرتبہ اس کی یاترا کرتا ہے۔ حقیر ہوا داخل ہوتا ہے اور شکر کی ٹھنڈی سانس بھر کر نکلتا ہے۔ (مومن کی دعاؤں کا تذکرہ ایک مکمل باب ہے جو فکر ونظر کو درست رکھنے کا سامان ہے۔ ہم تو ہر مومن و کافر کے شب و روز کی بات کر رہے ہیں۔) انسانی جسم کو لاحق مجبوریاں دن بھر اسے اس کی اوقات یاد دلاتی ہیں۔ کھانا پینا ضروریاتِ زندگی ہیں تو کھائے گئے کے بقایاجات سے نجات پانا اس سے بھی زیادہ ضروری ہے۔ نجات نہ ملے تو بیماری، بے قراری اور پھر ادویہ و ہسپتال! جو بقایاجات ہیں وہ متعفن و بدبودار ہیں۔ بیت الخلاء میں بدبو سے چھٹکارا پانے کو اضافی پنکھا گندی ہوا باہر نکالنے کو لگایا جاتا ہے۔ اندر جانے والا بادشاہ، وزیراعظم، گورنر ہو یا غریب مسکین عامی، طریق کار یکساں ہے شاہی ہو یا فقیری ہو! نتیجہ یکساں ہے۔ اب بتائیے دن میں کم و بیش چار چھ چکر لگانے میں تکبر کی کیا گنجائش رہ جاتی ہے؟ حیران کن بات تو یہ ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے فراعنہ، نمارود، ہیرو، رئیس۔ ان میں سے کوئی بھی خدام یا ملازمین کی فوج بھی رکھتا ہو تو تاریخ اس بارے دم سادھے ہوئے ہے کہ کیا بادشاہ سلامت کا کوئی مددگار اس کی صفائی ستھرائی کا فریضہ انجام دینے کبھی ہمراہ گیا؟ نہیں! ان سند یافتہ (Certified) متکبرین کو عمدہ خوراکوں، مشروبات کا نتیجہ خود اپنے ہی ہاتھوں بھگتنا تھا! اب بتائیے تکبر تو بدبودار ہواؤں میں اڑ گیا یا نہیں؟ کیا گنجائش ہے اکڑنے یا خود کو کچھ سمجھنے کی! ہمچو ما دیگرے نیست! ہم سا ہو تو سامنے آئے! من اشد منا قوۃ...... پلٹ کر اور کچھ دیکھنا چاہیں تو اکیسویں صدی کے بے مثل قوت، ضرب و حرب کی ریکارڈ شکن سپر پاوروں کا اکھاڑ اور پھر ان کے بندھے رسوا کن پیمپرز! جو تکبر کی گندگی سے لتھڑے اسی طرح تابوتوں میں بے یار و مددگار لوٹنے پر مجبور ہوئے! یہ متکبر چرچل تھا جس کی سونے کی فلش کی سیٹ میوزیم میں رکھی ہے۔ ہندوستان کا سونا لوٹ کر اس کرسی پر چڑھا رکھا تھا۔ بیٹھتا تھا تو زر و جواہر تو نہ جھڑتے تھے مٹی سے بنے بے وقعت وجود سے! ملکہ برطانیہ، تاج میں ہندوستان سے چرایا کوہ نور ہیرا چھوڑ تابوت نشین ہوئی اور فوراً ہی ’ہیرا واپس دو‘ کا شور اٹھ گیا! یہ تو بدترین مثالیں دے کر آپ کے ذوقِ نفیس کو اذیت پہنچائی۔ اب ذرا سادہ تر معاملے میں بھی انسانی وجود کی بے بسی دیکھ لیجیے۔ شاندار حلیے، شخصیت تہذیب سے سجا سنورا انسان مجلس میں مہذب گفتگو کر رہا ہے۔ یکایک، اچانک، ناگہانی ایک جناتی چھینک بلا نوٹس، بلا اجازت دھماکہ خیز ورود فرماتی ہے۔ ایسے میں اگر رومال، ٹشو بھی ہمراہ نہ ہو اور چھینک کی چھنکار سامنے، قریب بیٹھے ہوؤں کو اپنی زد میں لے لے۔ ساری عزت دھری کی دھری رہ جائے گی۔ الحمدللہ کے بعد معذرتوں اور خود کو سنبھالنے روکنے کا مرحلہ درپیش ہوگا۔ بھلے آپ وزیر خزانہ ہوں یا وزیر خارجہ یا وزیراعظم، خزانے اور عظمتوں کا مان تو خارج ہوتی چھینک نے ختم کر ڈالا۔ اوقات یاد دلا دی۔ یا پھر بھری مجلس میں پیٹ سے گڑگڑانے کی آواز آنے لگے تو سائلنسر کون لگائے؟ مسلمان ہو تو اللہ ہی سے اللھم استر عوزتنا، کی فریاد کرے گا! یہی حال مشروبات پینے کے نتیجے میں اچانک امڈ پڑنے والے ڈکار پر بھی ممکن ہے۔ یہ سبھی وہ روزمرہ کے اسباب و احوال ہیں جو انسان کو آپے سے باہر ہونے، خود کو کچھ سمجھ بیٹھنے کے آگے مضبوط بند باندھنے کو کافی ہیں۔ تکبر کرنا اتنا آسان بھی نہیں۔ تاہم خوفناک ہونے کی بنا پر ہر لمحہ اللہ کی مدد اور شیطان مردود سے پناہ مانگنی لازم ہے۔

اگر آپ کی شناخت دینی ہے تو پھر تو میرے رب نے ہر آن تکبر سے تحفظ دینے کا بھرپور سامان کر رکھا ہے۔ معمولات میں نماز پنجگانہ، تلاوتِ قرآن، مسلسل اذکار ہر قدم سے منسلک ہیں۔ اگر آپ کتابیں بھی پڑھتے ہیں باذن اللہ تو حفاظت کے مزید کئی سامان میسر ہیں۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر، سوا لاکھ کے قریب صحابہ کرام رضوان اللہ، شہداء اتنے کہ افق تا افق آسمان تمتما اٹھتا ہے ان کے خون کی لالی سے ہر ڈھلتی شام! صالحین کا تقدس اتنا کہ نیلگوں آسمان پر چھائے سفید براق بادل ان کی سیرت کی پاکی کا عکس ہیں۔ ان سب کو پڑھتے ہوئے آپ مارے عجز کے دوہرے ہوئے جاتے ہیں کہ ہم کیا اور ہماری اوقات کیا!

اگر آپ نے دنیاوی عصری علوم پڑھ رکھے ہیں۔ سائنس سے شدبد ہے تو آئیے سورج سے نظر ملائیے! فوراً غضِ بصر کرنا پڑے گی۔ روشنی کی شدت نگاہ اٹھانے نہ دے گی۔ 50-52 درجے کا باہر کا درجۂ حرارت آپ کو بہت جلد سائے کی تلاش پر مجبور کر دے گا۔ یہ اتنا بڑا عظیم قدرتِ ربی کا شاہکار! اس کائنات میں اس کی حیثیت کیا ہے؟ کیا بس یہی ایک سورج ہے پوری کائنات میں؟ جب سے یہ دنیا بنی ہے تھکا نہیں رکا نہیں۔ اس کی بیٹری بدلنی نہیں پڑی۔ یہ زمین سے 10 لاکھ گنا بڑا ہے۔ اور اس سورج سے بڑے 3 عدد (مشکل ناموں والے) ستارے ہیں۔ ایک 50 لاکھ گنا بڑا ہے ہمارے سورج سے، دوسرا 30 کروڑ گنا بڑا ہے اور تیسرا ایک ارب گنا بڑا ہے۔ ہماری کہکشاں (Milky Way) میں اس سورج جیسے 300 ارب سے زائد سورج ہیں۔ پڑوسی کہکشائیں ہماری

کہکشاں سے ایک 60 گنا، اور اس سے اگلی 600 گنا بڑی ہے۔ اسی حساب سے ان کے سورج بھی مزید اربوں میں ہیں! (ہمارے مقابلے مرلے دس مرلے سے چلتے کنالوں ایکڑوں پر بنے گھروں کے ہوتے ہیں اور بالآخر دوگز کی قبر میں جاسوتے ہیں!) اب اس کائنات میں اپنے اس بے حد وحساب قوت طاقت، روشنی حدت بھرے سورج کا مقام دیکھیے۔ طاقتور ٹیلی سکوپ بتاتی ہے کہ آسمان پر نظر آتے ستاروں کی تعداد کھربوں میں ہے۔ اور یہ 100 ارب کہکشاؤں میں جھرمٹوں میں (Clustered) ہیں۔ اس میں ہمارا سورج دنیا بھر کے ساحلوں میں موجود ریت کے ایک ذرے کے برابر ہے! بیسویں صدی سے پہلے سائنس دان یہ سمجھتے تھے کہ ہماری اپنی یہ کہکشاں ہی پوری کائنات ہے! عظیم کائنات میں عظیم سورج کے مقام (ریت کے ذرے برابر) کے تناظر میں دیکھیے تو میں/ میری جماعت/ میرا خاندان/ برادری...... قبیلہ اس کی بڑائی کے جھنڈے گاڑتا مٹی کا یہ مادھو، لیڈروں کو خدا بناتا، علم نہ ہو تو پھول کر کپا ہو جاتا ہے۔ علم، ایک سوئی چبھو کر ساری ہوا نکال کر چیتھڑا سا بنا دیتا ہے اس غبارے کا۔ سو تکبر کرنا آسان نہیں ہے۔ اللہ نے بے شمار حفاظتی بند باندھے ہیں اپنے بندے کو شیطانی حملوں سے بچانے کے۔ یقیناً ہوس چھپ چھپ کے سینوں میں بنا لیتی ہے تصویریں۔ ((اللھم اجعلنی صبوراً واجعلنی شکوراً واجعل فی عینی صغیراً وفی اعین الناس کبیراً...)) سروری زیبا فقط اس ذاتِ بے ہمتا کو ہے! ضمناً سائنسی خدائی کا زعم، گھمنڈ رکھنے والے متکبرین کا بھی حال دیکھیے۔ جو 2022ء کی رپورٹ بتاتی ہے کہ 9 خلا بازوں کے واپس آنے کے ایک سال بعد بھی پنڈلی کی ہڈی کی کثافت پوری طرح بحال نہیں ہوسکی۔ عموماً زمین پر (دہائیوں میں ہڈی کو جو نقصان پہنچتا / کمی واقع ہوتی ہے اس سے زیادہ نقصان ہڈی کو کششِ ثقل نہ ہونے کی بنا پر مریخ کے ماہ بماہ ہوتا ہے۔ جتنا زیادہ وقت خلا میں گزرا اتنی صحت یابی سست رفتار رہی۔ سو مریخ پر جا کر آباد ہونا آسان نہیں۔ خلا میں جانا چھوڑیں، بیت الخلاء تک کا چکر کافی ہے۔ اکتفا کریں! زمین نہ اجاڑیں مریخ جا بسنے کے شوق میں۔ اور یہ ہڈیوں ہی کا زیاں نہیں خون کے سرخ خلیات سے بھی جنگ لڑنی پڑتی ہے۔ نارمل طور پر ہمارا جسم ہر سیکنڈ میں 20 لاکھ خون کے سرخ خلیات کو تباہ کر کے ان کی نقول بناتا ہے۔ مگر خلاء میں خلابازوں کے 30 لاکھ خلیات فی سیکنڈ ختم ہوتے ہیں اور یوں خلا میں خون کی کمی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ زمین پر لوٹ کر آنے والے 14 خلابازوں کے سرخ خون کے ذرات ایک سال بعد بھی پورے نہ ہو پائے۔ خلائی سیاحت کے ڈھنڈورے نہ ہی پیٹے جائیں تو بہتر! تمہاری اوقات طینی، زمینی ہے ٹک کر قرار سے یہیں بیٹھو۔ زمین کی قدر کرو!

ان مکانوں میں گلی کوچوں گزرگاہوں میں، یہ جو کچھ کیڑے مکوڑے سے نظر آتے ہیں، کہیں انسان تو نہیں! وہی انساں جو تکبر کے صنم خانے میں ناخدا اور خدا آپ ہی بن جاتا ہے، پاؤں اس طرح سر فرشِ زمیں رکھتا ہے، وہی خالق ہے ہر اک شے کا وہی داتا ہے، اس سے اب کون کہے! اے سرِ خاک فنا رینگنے والے کیڑے، یہ جو مستی ہے تجھے ہستی کی، اپنی دہشت سے بھری بستی کی، اس بلندی سے کبھی آن کے دیکھے تو کھلے، کیسی حالت ہے تری پستی کی! اور پھر اس کی طرف دیکھ کہ جو، ہے زمانوں کا جہانوں کا خدا، خالق ارض وسما حیّ وصمد، جس کے دروازے پہ رہتے ہیں کھڑے مثل دربان ازل اور ابد، جس کی رفعت کا ٹھکانہ ہے نہ حد، اور پھر سوچ اگر، وہ کبھی دیکھے تجھے!!

(ہوائی جہاز سے نیچے دیکھنے پر......امجد اسلام امجد)

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ

''مسجد جامع القرآن گلشن سحر قاسم آباد، حلقہ حیدر آباد'' میں

25 ستمبر تا یکم اکتوبر 2022ء (بروز اتوار نمازِ عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

مبتدی تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

زیادہ سے زیادہ رفقاء پروگرام میں شریک ہوں۔

اور

30 ستمبر تا 2 اکتوبر 2022ء (بروز جمعۃ المبارک نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

امراء، نقباء ومعاونین تربیتی ومشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے

نوٹ: درج ذیل موضوع پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ ذمہ داران سے گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں۔

☆ اسلام کا انقلابی منشور (سیاسی سطح پر)

زیادہ سے زیادہ امراء، نقباء ومعاونین پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0300-2168072 ، (022)2106187

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: (042)35473375-78

امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ کا دورۂ حیدر آباد

10 ستمبر 2022ء کو امیر محترم محترم شجاع الدین شیخ کراچی سے زیل پاک سوسائٹی حیدر آباد پہنچے۔ آپ کے ساتھ نائب ناظم اعلیٰ جناب انجینئر نعمان اختر بھی ہمراہ تھے۔ نمازِ عشاء کے بعد امیر محترم سے امیر حلقہ حیدر آباد جناب شفیع محمد لاکھو اور حیدر آباد کے ذمہ داران نے ملاقات کی۔ نمازِ عشاء کے بعد امیر محترم نے ''سیلاب اور سود کی تباہ کاریاں اور ہماری ذمہ داریاں'' کے موضوع پر بھرپور خطاب فرمایا۔ بڑی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی، امیر محترم جناب شجاع الدین شیخ نے زاہد علی چشتی کے گھر رات قیام فرمایا۔

اگلے دن 11 ستمبر 2022ء کی صبح امیر محترم کی 9:00 تا 10:15 بجے حلقہ حیدر آباد کے امراء، نقباء اور معاونین کے ساتھ مسجد جامع القرآن، سحرش نگر، قاسم آباد میں نشست ہوئی، جس میں تعارف، سوال وجواب اور تذکیر کا اہتمام ہوا۔

10:15 سے 10:30 حلقہ حیدر آباد کے دیرینہ بزرگ ساتھی جناب قاضی طیب سے خصوصی ملاقات کی۔

بعد ازاں 10:30 تا 01:00 بجے حلقہ حیدر آباد کے آل رفقاء اجتماع کا انعقاد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید سے آغاز کے بعد نائب ناظم اعلیٰ انجینئر نعمان اختر نے ابتدائی کلمات کہے۔ امیر حلقہ شفیع محمد لاکھو نے اجمالاً حلقہ کا تعارف پیش کیا۔ بعد ازاں رفقاء کی امیر محترم سے سوال وجواب کی بھرپور نشست ہوئی۔ آخر میں امیر محترم نے تمام رفقاء سے تذکیری خطاب فرمایا اور قبل از نمازِ ظہر مبتدی وملتزم رفقاء سے بیعتِ مسنونہ کا اہتمام کیا گیا۔ حلقہ کی طرف سے تمام رفقاء کے لیے ظہرانہ کا اہتمام کیا گیا۔

گزشتہ دنوں اندرونِ سندھ میں سیلاب سے بہت نقصانات ہوئے ہیں جن میں تنظیم اسلامی کے رفقاء واحباب بھی متاثر ہوئے ہیں۔ امیر محترم سے ملاقات کے لیے متاثرہ علاقوں سے رفقاء واحباب بھی تشریف لائے۔ اس ضمن میں بعد نمازِ ظہر سے امیر محترم نے ٹنڈو میاری کے رفقاء و احباب سے تفصیلی ملاقات کی، انہیں تسلی دی اور تنظیم کے تحت مالی امداد کا فریضہ بھی انجام دیا۔

امیر محترم کی دلی خواہش تھی کہ وہ متاثرہ علاقوں میں جا کر رفقاء واحباب سے بالمشافہ ملاقات کریں اور حالات کا جائزہ لیں لیکن راستوں کی بندش کی وجہ سے ایسا نہ ہوسکا لہٰذا امیر محترم نے بعد نمازِ عصر سیلاب سے متاثرہ 9 رفقاء واحباب سے ٹیلیفون پر خیریت دریافت کی اور تعاون کا یقین دلایا۔

بعد نمازِ مغرب امیر محترم نے تنظیم اسلامی حیدر آباد شہر کے تحت قرآن مرکز ہیر آباد حیدر آباد میں ''ہمارے قومی مسائل کا حل ----- اجتماعی توبہ'' کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ بڑی تعداد میں حضرات وخواتین درس میں شریک ہوئے۔

بعد نمازِ عشاء تنظیم اسلامی لطیف آباد نے امیر محترم کے عوامی خطاب کے لیے Banquet Hall کی بکنگ کروائی تھی۔ امیر محترم نے ''سود اور سیلاب کی تباہ کاریاں اور ہماری ذمہ داریاں'' کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ درس میں بڑی تعداد میں رفقاء واحباب کے ساتھ چند علماء کرام نے بھی شرکت کی۔

درس کے بعد امیر محترم اور نائب ناظم اعلیٰ کراچی کے لیے روانہ ہوگئے۔

(رپورٹ: رفیق تنظیم)

امیر تنظیم اسلامی کا دورہ حلقہ پنجاب جنوبی

امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ 26 اگست 2022ء کی رات 11:00 بجے ملتان پہنچے۔ رات کا قیام قرآن اکیڈمی ملتان میں رہا۔ 27 اگست بروز ہفتہ بعد نمازِ فجر 5:30 بجے تا 6:30 بجے تک قرآن اکیڈمی ملتان میں ''ہماری دینی ذمہ داریاں'' کے موضوع پر ایک گھنٹہ کا درسِ قرآن دیا۔ اس پروگرام میں کثیر تعداد میں مرد وخواتین نے شرکت کی۔ اس کے بعد تنظیمی رفقاء سے انفرادی ملاقاتیں ہوئیں۔ 9:00 بجے دی علم فاؤنڈیشن کے حوالے سے ملتان کے ایک عالم دین جناب ارشد سعید کاظمی صاحب کی دعوت پر ان کے مرکز تشریف لے گئے۔ ان کے یہاں ملاقات وناشتہ کیا۔ 12:00 بجے دن قرآن اکیڈمی بی زیڈ کیمپس تشریف لے گئے۔ رفقاء سے ملاقاتیں وانجمن خدام القرآن کی مجلس منتظمہ کے اجلاس کی صدارت کی۔ دوپہر کا کھانا کھایا۔ 3:30 بجے قرآن اکیڈمی ملتان واپس تشریف لائے۔ کچھ دیر آرام کیا۔ 4:30 بجے حلقہ پنجاب جنوبی کے ذمہ داران، معاونین حلقہ، امراء تنظیم، منفرد نقباء، حلقہ ومقامی تنظیم کے معاونین ونقباء سے تعارفی نشست ہوئی جو کہ 6:00 بجے تک جاری رہی۔ اس کے بعد قرطبہ مسجد گارڈن ٹاون ملتان کینٹ کے لیے روانگی ہوئی۔ بعد نمازِ مغرب جامع مسجد قرطبہ میں ''انسدادِ سود اور ہماری ذمہ داریاں'' کے موضوع پر مفصل خطاب کیا۔ جس میں 200 مرد حضرات اور 25 خواتین نے شرکت کی۔ رات 9:00 بجے قرآن اکیڈمی واپسی ہوئی۔

28 اگست 2022ء صبح 7:00 بجے تا 8:00 بجے تک مقامی امراء تنظیم سے ملاقات کی۔ 8:30 بجے حلقہ کا اجتماع شروع ہوا، جس میں امیر حلقہ جناب مرزا قمر رئیس نے حلقہ اور ذمہ داران کا تعارف پیش کیا۔ اس کے بعد سال کے دوران نئے شامل ہونے والے رفقاء نے اپنا اپنا تعارف پیش کیا۔ سوال وجواب کی نشست ہوئی اور 11:00 بجے امیر تنظیم نے اختتامی خطاب کیا۔ مبتدی رفقاء سے بیعت مسنونہ کی گئی اور پھر ملتزم رفقاء کی بیعت ہوئی۔ دعا پر اس اجتماع کا اختتام ہوا۔ 200 سے زائد رفقاء نے اجتماع میں شرکت کی۔ 12:00 بجے امیر تنظیم اسلامی نے ''سودی نظام اور استحکام پاکستان'' کے موضوع پر قرآن اکیڈمی ملتان ہی میں خطاب عام فرمایا۔ جس میں رفقاء کے علاوہ کثیر تعداد میں مرد وخواتین نے شرکت کی۔ 1:00 بجے خطاب مکمل ہوا۔ نمازِ ظہر ادا کی گئی۔ نماز کے بعد امیر تنظیم اسلامی نے ایک پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔ جس میں مختلف اخبارات کے صحافی حضرات نے شرکت کی۔ ظہرانہ کے بعد آرام کیا اور عشاء کے بعد کراچی کے لیے عازم سفر ہوئے۔ اس دورہ میں نائب ناظم اعلیٰ وسطی پاکستان محترم محمد ناصر بھٹی بھی شریک رہے اور دو دن ملتان قرآن اکیڈمی میں ہی قیام کیا اور تمام پروگراموں میں شرکت کی۔ (مرتب: شوکت حسین انصاری)

دعائے صحت کی اپیل

☆ حلقہ پنجاب جنوبی کے ناظم دعوت محترم محمد سلیم اختر کا آپریشن ہوا ہے۔

برائے بیمار پرسی: 0300-6356139

اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰهُمَّ اَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا

How the Western Leaders Terrorized Muslim World using Fake 'Clash of Civilizations'

Part 01

> "A 'war of religion' is unfolding, with a view to justifying a global military crusade. In the inner consciousness of many Americans, the "holy crusade" against Muslims is justified. While President Obama may, apparently, uphold freedom of religion, the US inquisitorial social order has institutionalized patterns of discrimination, prejudice and xenophobia directed against Muslims." *(Michel Chossudovsky, "America's Holy Crusade against the Muslim World")*

Does the US war strategy require other nations to follow the American policy lead of war against all - the terrorism of war instigated by the Clash of Civilizations theory? Stephen Lendman *("America's Permanent War Agenda" 3/01/2010)*, an American political intellectual and a man of universal conscience puts the history in one nutshell:

> "America glorifies wars in the name of peace, what historian Charles Beard (1874 - 1948) called 'perpetual war for perpetual peace' in describing the Roosevelt and Truman administrations' foreign policies - what concerned the Federation of American Scientists when it catalogued about 200 post-1945 conflicts in which America was, and still is, the aggressor"

Many contemporary politicians having small wisdom coupled with big common sense information could lead or mislead the masses. People are always the end recipient of the political dramas and onslaughts. Samuel Huntington ("The Clash of Civilizations" 1993, and subsequently, The Clash of Civilizations and the Remaking of World Order, 1995), argued many things to many minds. It was a time fraught with political tragedies and unthinkable changes after the demise of the former USSR from the global theater of ideological confrontations. It happened out of the nowhere sending shock waves to the Western political mythologists and self-made experts who would become irrelevant in their mastery of pretensions to pursue the ideological warfare between the USSR and USA.

Islam and China were at the epic center of the Huntington's theory of the Clash of Civilizations. To many Western mythologists, it was a blessing in disguise to substantiate the continuity of their expertise with changed notions of militancy against Muslims and Islam as the next bloc of forces maintaining the "bloody borders." Americana and European policy makers denied its existence but used its mythology and substantial framework to wage a new war according to George Bush 'crusade' against Islam. Huntington's thoughts and warning were critical to the foreign policy

makers operating under the influence of Western strategic priorities. There were visible political scenarios of clash of civilizations between the West and China-Islam axis, but the War on Terrorism served the purpose of all cherished policy objectives lasting more than a decade. The Western economies desperately needed new markets to dump their obsolete military hardware and know-how for expansion of businesses. But critical of all were the abundance of natural resources available across the Middle East to grab for future political hegemony and military control over these nations. Divided as they were, the Arab tribal clan-based rulers and other people of interest in the Muslim world made subservient to the American- West European political interests, were readily available to bring a Western dream of power and manipulation into reality.

From centuries of European colonization to the so called freedom time span after the WW2, Arabs and other Muslim societies had neither educated and intelligent leadership nor institutions to analyze the global affairs objectively and to develop a policy of mutual interests and strategic equilibrium in relations with the former Masters of the Western world. They were naïve and coward then, and they are proven dummy and stupid to this day. They willingly followed the George Bush dictum of military threats unless they should fully submit to the American doctrine of War on Terror. The US bogus War on Terror used the false pretext of the 9/11 attacks to pursue its pre-planned wars against the Muslim world.

<u>Source adapted from:</u> *Mahboob A. Khawaja, PhD*

انا للہ وانا الیہ راجعون — دعائے مغفرت

☆ حلقہ فیصل آباد کے بزرگ رفیق حبیب اللہ قضائے الٰہی سے انتقال کر گئے۔
برائے تعزیت: 0317-7465143

☆ حلقہ فیصل آباد کے رفیق عابد ناصر کے والد وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0334-4888289

☆ حلقہ ملاکنڈ ضلع دیر زیریں کے حبیب عبدالصبور کے والد وفات پا گئے۔

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، پشاور صدر کے مقامی امیر محترم امتیاز علی کے سسر وفات پا گئے۔ برائے تعزیت: 0312-9102402

☆ حلقہ پنجاب پوٹھوہار کے ناظم بیت المال خان زمان کا بھتیجا وفات پا گیا۔
برائے تعزیت: 0334-8407391

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔
قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ
فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

سیرتِ مطہرہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے دلپذیر موضوع پر
بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے فکر کا نچوڑ

سیرتِ خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام

سیرت طیبہ پر ڈاکٹر صاحب کی زندگی کے آخری خطابات کا مجموعہ

عمدہ طباعت
دیدہ زیب ٹائٹل ◉ صفحات: 240
اشاعت خاص، قیمت: 500 روپے

خود مطالعہ کیجیے
دوستوں کو تحفتاً پیش کیجیے

ملنے کا پتہ
مکتبہ خُدّامُ القرآن لاہور
قرآن اکیڈمی، 36 کے، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون: 03-35869501(042)
www.maktaba.com.pk Whatsapp No. 0301-1115348

Vol. 31 Regd. C.P.L NO. 114 No.36

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore